اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جلد ۱۴

جماعت احمدیہ کا سلسلہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۸

مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۲۷ء یوم جمعہ مطابق ۲۷ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے ۔ حضور ان دنوں سالانہ بجٹ پر غور فرما رہے ہیں ۔ اور نظارتوں کو ہدایات دے رہے ہیں ؎

اس دفعہ مردوں کے علاوہ چار مستورات بھی اعتکاف بیٹھی ہیں ۔ جن میں سے ایک خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کی اہلیہ صاحبہ ہیں ۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تجارت سلسلہ کے کام کے متعلق سیالکوٹ تشریف لے گئے ؎

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی آنکھ پر چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوئی تھی ۔ جسے چیرا گیا ۔ اور جناب صوفی غلام محمد صاحب کی آنکھ کا اپریشن کیا گیا ۔ احباب ان دونوں بزرگوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؎

صدقۃ الفطر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ صدقۃ الفطر سے جن احباب کی مدد دینا وہاں کی مقامی جماعت ضروری سمجھے ان کی مناسب مدد کے بعد باقی روپیہ قادیان بھیجا جائے ۔ کیونکہ اس سال فنڈ کی رقم بہت کم آئی ہے ۔ اور مساکین فنڈ بہت مقروض ہے ۔

ناظر بیت المال قادیان

اخبار احمدیہ

انٹرنس پاس احمدی طلباء کو مشورہ

سنا گیا ہے۔ کہ احمدی طلباء کو جو انٹرنس پاس کرنے کے بعد دیا جائے گا۔ ارکا احمد صاحب پروفیسر زراعتی کالج احمدی طلباء کو جو انٹرنس پاس کرنے کے اور تبلیغ کالجوں میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ زراعتی کالج میں داخل ہوں۔ جس کے شرائط اور دیگر حالات حسب ذیل ہیں:-

امیدوار سے کے نمبر اچھے ہوں۔ قوم زراعت پیشہ ہو۔ سائنس لی ہوئی ہو۔ خرچ قریباً ۳۵ یا ۴۰ روپیہ ماہوار ہوتا ہے۔ اس کالج کے طلباء کو اپنے اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بالعموم وظائف بھی ملتے ہیں۔ کالج سے بھی چند وظائف ملتے ہیں۔ جو نیکی بر لیاقت ہیں۔ یہ زراعت کا محکمہ اب بہت وسیع ہونے والا ہے حتےٰ کہ ہر تحصیل میں زراعتی فارمیں کھلنے والی ہیں۔ پس ۶ یا ۷ سال ملازمت کا ملنا قریباً یقینی ہے۔ عرصہ تعلیم چار سال کا ہے گریڈ ۴۰۰-۲۰۰-۱۰۰ ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ لڑکے درخواستیں بھیجدیں۔ کیونکہ Competition ہر سال سخت ہو رہا ہے۔ پراسپکٹس پروفیسر صاحب موصوف سے منگائے جا سکتے ہیں ؀

علاقہ بانگر میں تبلیغ کی ضرورت

تمام علاقہ بانگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی بشارت عظمیٰ سے بالکل بے خبر ہے۔ اس علاقہ میں تبلیغ کرنے کے لئے احمدی احباب کی مجموعی کوشش کی ضرورت ہے۔ اس لئے جو احمدی احباب اضلاع کرنال۔ رہتک۔ حصار اور جیند میں ملازم ہوں یا اور تجارتی کاروبار کرتے ہوں وہ تکلیف فرما کر مجھے اپنے مفصل پتہ سے مطلع فرمائیں تاکہ بانگر کے وسیع علاقہ میں تبلیغ حق کے لئے مفید تجاویز عمل میں لائی جائیں ؀

(۲) جو احمدی احباب یا انجمنیں تبلیغی ٹریکٹ یا پوسٹر شائع فرمائیں وہ چند کاپیاں خاکسار کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔

فضل الرحمٰن سیکرٹری انجمن احمدیہ نروانہ۔ گورنمنٹ پٹیالہ

سامان ہسپتال میں امداد دینے والوں کا شکریہ

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب پنشن لیکر کئی سال سے قادیان میں مقیم ہیں۔ آپ اس پیرانہ سالی میں بھی اپنے مفید طبی مشورہ سے حاجتمند مریضوں کو مستفیض فرماتے رہتے ہیں آج کل نور ہاسپٹل میں بھی چند گھنٹے اوٹ ڈور میں دیتے ہیں۔ اس خدمت کے علاوہ انہوں نے نور ہاسپٹل کو آنکھ کے اوزاروں کا بکس جس کی قیمت تقریباً ایک سو روپیہ ہوگی۔ اور جو انہیں سول سرجن نے ان کے زمانہ ملازمت میں دیا تھا عطا کیا ہے جس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ ان کے لئے دعا ترقی درجات فرمائیں۔

میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نے ایک بڑا تھرمامیٹر جس سے پانی کا ٹمپریچر دیکھا جاتا ہے۔ اور سلائیڈز کا بکس مرحمت فرمایا ہے۔

دیگر احباب اور خصوصاً ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہسپتال میں مندرجہ ذیل اشیاء کی ضرورت ہے وہ بہ نیت ثواب خرید کر شفا خانہ کو عطا فرمائیں :-

اپریشن ٹیبل قیمتی نوے روپے ۹۰۔ لوہے کی چارپائیاں ۴ عدد اسی روپے کی۔ کمبل بارہ عدد ایک سو روپیہ کے۔ چادر لٹھا ۲۴ عدد۔ بیڈ ہیڈ ٹکٹ پانچ سو۔ ٹمپریچر چارٹ ۵۰۰۔ تھرمامیٹر ۴ عدد۔ ایک چھوٹا سٹریلائیزر۔ ایک سیلاین اپریٹس۔ والسلام

خاکسار حشمت اللہ انچارج نور ہاسپٹل۔ قادیان ؀

نور محل میں جلسہ

وفد نمبر ۹ مشتمل بر مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی و حافظ جمال احمد صاحب یکم مارچ کو قصبہ نور محل میں وارد ہوا۔ ۲ مارچ کو مولوی صاحبان نکودر تشریف لے گئے ۳ مارچ کو جلسہ امید سے بڑھکر کامیاب ہوا۔ مولوی غلام رسول صاحب کا لیکچر صداقت اسلام پر ہر مذہب و ملت کے سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ نے گہری دلچسپی سے سنا مسلمان خصوصاً خوش تھے۔ بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ اس قسم کا لیکچر ہم نے کبھی سننے میں نہ آیا تھا۔

اسی دن رات کو تقریباً ستر کے قریب غیر احمدی مرد و زن معززین کو دعوت دی گئی۔ اور کھانا تناول کر لینے کے بعد حافظ جمال احمد صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے مخصوص عقائد پر تقریباً ایک گھنٹہ نہایت لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے قصبہ نور محل کے لوگوں کو اپنے پاک سلسلہ اور اس کے مقدس امام کا پیغام پہنچا دیا۔ دوست دعا فرمائیں کہ اس کے بہترین نتائج بہت جلد ظہور پذیر ہوکر نور محل کو اس زمانہ کے آسمانی نور سے وافر حصہ ملے۔ آمین۔ محمد اقبال از نور محل

اپنا کوٹ منگالیں

ایک احمدی صاحب کا کوٹ دوران سالانہ جلسہ سے واپس جاتے ہوئے گم گیا تھا اور صاحب موصوف نے اس کے متعلق امرتسر تار بھی دیا تھا۔ ان کا پتہ مجھکو معلوم نہیں۔ جن صاحب کا کوٹ ہے۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کرکے منگوانے کا انتظام کرلیویں۔

منشی تصدق حسین صاحب بلاک ۱۳۲۔ سرگودھا۔ الراقم ولی محمد از سرگودھا

باپ کی روح کو ثواب

استانی محمودہ بیگم صاحبہ احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ نے اپنے مرحوم باپ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے اخبار الفضل احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ کے لئے جاری کرایا ہے ؀

بچے دین کیلئے وقف

۵ فروری ۱۹۲۷ء بروز ہفتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خاکسار کو دو فرزند نرینہ عطا فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سلیم الدین احمد اور نسیم الدین احمد تجویز فرمائے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم ان دو نو بچوں کو نیک صالح۔ ذہین۔ اسلام کے سچے اور لائق خادم اور لمبی عمریں پانے والے بنائے۔ نیز اس عاجز کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ حضور کی منشاء کے مطابق ان دونوں بچوں کی تعلیم و تربیت کرسکوں میں ہردو بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ خاکسار رفیع الدین احمد سب انسپکٹر کراچی

مجلس مشاورت کی تاریخوں میں تبدیلی

مجلس مشاورت کی پہلے ۱۶۔ ۱۷ اپریل تاریخ مقرر کی گئی تھی احباب کو یہ ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ واپسی کے لئے وقت ملنا چاہئیے اس لئے اب اپریل کی ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ یعنے جمعہ۔ سنیچر اور اتوار۔ لیکن پہلا اجلاس جمعہ کے بعد ہوگا۔ اور آخری اجلاس ۱۷ کو بارہ بجے ختم ہو جائے گا۔

ذوالفقار علی خان قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان

الفضل کے وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ اخبار ۱۵ مارچ سے ۱۵ اپریل تک ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام عید کے بعد وی پی ہونگے وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں ؀

اکثر احباب بے پروائی سے وی پی کی اطلاع ڈاکخانہ سے پاکر وی پی نہیں چھڑاتے۔ اور وی پی واپس آجاتا ہے۔ جس سے خواہ مخواہ نقصان پہنچتا ہے۔ مہربانی فرما کر صرف الفضل کے ہی وی پی انکاری واپس نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ اس کی توسیع اشاعت میں خاص حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہونا چاہئیے۔ ناظم طبع و اشاعت قادیان

درخواست دعا

حکیم عبدالرحیم صاحب متوطن بنوں قوم وزیر احمدیت کی حقانیت اور صداقت سے لوگوں کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ کہ وہ اپنے وطن میں جاکر مستقل طور پر یہ کام کرسکیں۔ عاجز محمد ابراہیم از ننکانہ صاحب۔

(۲) مجھے ایک سخت مصیبت درپیش ہے اور مقدمہ زیر طلب ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مصیبت سے نجات دے اور مقدمہ میں کامیابی بخشے۔ نظام الدین احمدی ضلع ملتان

اخبار کے متعلق اطلاع

۵ اپریل کا الفضل بوجہ تعطیل عید الفطر شائع نہیں ہوگا لیکن ۸ اپریل کے پرچہ کے معمولی حجم میں اضافہ کر دیا جائیگا ؀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ۔ قادیان دارالامان، مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۷ء

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت

"۱۸ مارچ ۱۹۲۷ء کے "الفضل" میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا جو مضمون بعنوان "قومی وقار کا قیام قومی زندگی کی علامت ہے" شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق کئی ایک مراسلات موصول ہوئے ہیں۔ جن میں اکثر اصحاب نے تو معزز راقم مضمون کے اصل مدعا اور مقصد کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے اس کی دلائل کے ساتھ پُرزور تائید کی ہے۔ لیکن بعض نوجوانوں نے ایک یا دوسرے رنگ میں غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اس سے اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ ایسے اصحاب کو ڈیوک آف یارک کے ذکر سے جو شیخ صاحب نے اپنے مضمون میں کیا تھا۔ یہ غلطی لگی ہے۔ کہ شیخ صاحب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کے لئے بھی دنیوی شان و شوکت اور اسباب کرّ و فر مہیّا کرنے کی تحریک کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس مثال سے شیخ صاحب کا صرف یہ مقصد تھا۔ کہ جس طرح خاندان شاہی کے افراد میں خاص سامانوں کے ذریعہ مہمات ملکی سرانجام دینے کی اہلیت اور قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو اپنی طاقت اور ہمّت کے مطابق خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچّوں میں دینی خدمات سرانجام دینے کی استعداد پیدا کرنے کے لئے ان کی تعلیم و تربیت کے خاص سامان فراہم کرنے چاہئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے اس فضل کو جو دنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد آپ کی اولاد کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اپنی جماعت کے لئے اور پھر ساری دنیا کے لئے ظاہری اسباب کے ذریعہ وسیع بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

اس میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک اور مقدس خاندان میں پیدا ہونے والے ہر فرد کو جو فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ وہ کسی اور خاندان کے فرد کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اس شرف اور بزرگی کے ساتھ اگر وہ دینی اور دنیوی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی اپنی فوقیت ثابت کر سکیں۔ تو ان کے نورٌ علیٰ نور ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب شیخ صاحب نے خاص طور پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ اس سے قطعاً یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ جماعت احمدیہ اپنی آمدنی کے تمام ذرائع دنیوی شان و شوکت کے اسباب مہیا کرنے میں لگا دے۔ اور وہی شان پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ جو "ڈیوک آف یارک" کی حیثیت کے وقت گورنمنٹ برطانیہ نے پیدا کی ہے ؛

یہ بالکل صحیح ہے کہ اس وقت اگر جماعت احمدیہ اپنی تمام آمدنی بھی صرف کر دے تو اس کے لئے ری ناؤن (Renown) جیسا ایک جہاز بنانا بھی مشکل ہے۔ لیکن اس مثال کو پیش کر کے یہ کہنا کہ جس طرح سلطنت برطانیہ نے اپنے ایک شہزادہ کے لئے اپنی وسعت اور طاقت کے لحاظ سے سامان مہیا کیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی اپنی حالت اور قوت کے لحاظ سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ صرف کوئی معیوب بات نہیں۔ بلکہ جماعت کو ایک بہت بڑے اہم اور ضروری فرض کی یاد دلانا ہے ؛

دیکھو ایک سلطنت اس بات کو نہ جانتے ہوئے کہ شاہی خاندان کے افراد سلطنت کے آیندہ مفاد اور اغراض کے لئے مفید ہونگے بھی۔ یا نہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اتنے ہی اعلیٰ پیمانہ پر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جتنا کہ کر سکتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ جو خدا تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد کے متعلق دعاؤں کی بناء پر یقین رکھتی ہے کہ اسلام کو آیندہ جو شان و شوکت اور عروج حاصل ہونیوالا ہے اس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی خدمات اور ان کے ذاتی ایثار کا بہت بڑا حصہ ہے۔ وہ اگر اپنی استطاعت کے مطابق ان بچوں کی تربیت کی کوشش نہیں کرتی۔ تو ایک بہت بڑی ذمہ واری کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ اور خدا اور آنے والی احمدیہ نسلوں کے آگے اپنی غفلت کی جواب دہ ہوگی ؛

ہو سکتا ہے۔ ایک وقت مالی لحاظ سے حالات ایسے ہوں کہ اس مقصد کے لئے قدم اٹھانا ممکن نہ ہو۔ ایسی صورت میں تو جماعت خدا تعالیٰ کے حضور معذور سمجھی جا سکتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی تقدیر خاص سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچوں کی تربیت فرمائے گا۔ لیکن اس وقت بھی جماعت میں یہ خواہش اور آرزو ضرور ہونی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے مالی کشائش دے۔ تا اس فرض کو بھی ادا کرنے کی کوشش کی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے متعلق جماعت پر عائد ہوتا ہے۔ اور جہاں اور کامیابیوں کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ یہ دعائیں بھی کی جائیں۔ کہ ہم کو اس فرض کی ادائگی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ توفیق و سامان عطا فرمائے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خطرناک زمانہ میں ہمیں چاہ ضلالت سے نکال کر صراط مستقیم دکھانے میں جس قدر احسان کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنایا ہے۔ اس کی ادائگی میں اگر ہم اپنا سب کچھ بھی آپ کی اولاد کی تربیت کی خاطر صرف کر دیں۔ تو بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ پھر اگر ہم اس وقت تک اس بارے میں کچھ کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا اتنا بھی فرض نہیں۔ کہ اس کے لئے اپنے دل میں نیت اور عزم صمیم رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دعا کریں۔ کہ وہ ہمیں اس کے لئے توفیق بخشے ؛

سنو اور خوب اچھی طرح سنو۔ دُنیا کی نظریں ساری جماعت احمدیہ پر پڑتی ہیں۔ اور وہ ہر ایک احمدی کی ہر ایک حرکت کو بڑے غور اور توجہ سے تاڑتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ جس مقام پر نظریں گڑی ہوئی ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان ہے۔ اور مکرم خان عبدالرحیم خان صاحب خالد بیرسٹر ایٹ لا کا یہ کہنا تو بالکل صحیح ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی اولاد ہونے کے باعث ان کی ذمہ واریاں دوسروں سے بڑھکر ہیں۔ ان کے چلن اور اطوار پر دنیا کی نظر ہے۔ ان کی ذرا سی لغزش (خدانخواستہ) ہزاروں کی ٹھوکر کا باعث ہو سکتی ہے ؛

اس وجہ سے بھی جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کی تربیت اور تعلیم کے لئے عام انتظام کافی نہ سمجھے۔ بلکہ جوں جوں ضرورت پڑے۔ اس بارے میں خاص اہتمام کرتی جائے۔ اس وقت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد سلمہ خلف الرشید حضرت مرزا شریف احمد صاحب مقامی سکولوں سے اپنا تعلیمی کورس ختم کرنے والے ہیں۔ انہی جناب عرفانی صاحب نے ان میں سے ایک کا نام لیکر آیندہ تعلیم کے انتظام کا ذکر کیا تھا ؛

غرض جماعت کے لئے یہ بہت ہی بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ اور اس کے لئے بہت سی برکات کا باعث۔ اگر وہ اولاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت کو اپنی اولادوں سے بڑھکر

ضروری اور اہم سمجھے گی۔ اور اس کے لئے اپنی استقامت اور ہمت کے مطابق انتظام کرنے کی کوشش کرے گی۔ ہمیں تو عرفانی صاحب کا شکرگزار ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے ہماری توجہ ایک ایسے اہم فرض کی طرف مبذول کرائی ہے۔ جس کے لئے ہمیں ہر وقت بیدار رہنا چاہیئے تھا ؛

آریوں کی شدھی کی حقیقت

پروفیسر رام دیو صاحب نے اپنا وہی لیکچر جو لاہور میں دیا تھا دہلی میں دہراتے ہوئے ایک خاص بات جو بڑے زور سے بیان کی ۔ وہ یہ تھی :-

"اس وقت جو بڑے بڑے مسلمان لیڈر ہیں۔ اور جن کا نام میں اس وقت انہیں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے گھروں کے لوگ شدھ ہونے کو تیار ہیں۔ ان لیڈروں کے نام جس وقت آپ سُنینگے۔ تو حیران ہو جائینگے۔ یہ غالباً بہت جلد بلکہ شاید گوروکل کے جلسہ پر ہی شدھ ہو جائینگے" (تیج ۹ مارچ ۲۷ء)

لیکن گوروکل کا جلسہ آیا۔ اور گذر بھی گیا۔ اس کی طول و طویل روئداد آریہ اخباروں میں شائع ہو چکی۔ لیکن اس میں بڑے بڑے مسلمانوں کے شدھ ہونے کا ذکر تو الگ رہا۔ کسی بھی شدھی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ متعدد تقریروں میں شدھی کی ناکامی کا رونا رویا گیا ہے اور اپنے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ

"ہم وید کے مطابق نہیں چلتے" (ملاپ ۲۲ مارچ)

حقیقت یہ ہے۔ کہ وید کے مطابق آریہ صاحبان چل سکتے ہی نہیں کیونکہ وہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کو سمجھنا ہی ناممکنات میں سے ہے۔ چنانچہ اسی گوروکل کے جلسہ میں جو ویدوں کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے سالہا سال سے کروڑوں روپے صرف کر رہا ہے۔ اس بات کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ

" ویدوں کا ترجمہ کرنے والے وہ ودوان ہی ہمارے پاس نہیں ہیں "

جن لوگوں کی یہ حالت ہو۔ کہ ان میں اپنی مذہبی کتب مقدسہ کے جاننے والے ہی نہ ہوں۔ انہیں کیا حق ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو ان کتب کی مزعومہ تعلیم کا پابند بنانے کے لئے شدھ کریں۔ اور پھر یہاں تک دعوے کریں۔ کہ " ہزارہا مسلمانوں کے خیالات میں تبدیلی آگئی ہے "۔ مسلمانوں کے سامنے آریہ سماج نے آج تک رکھا ہی کیا ہے۔ جس نے تبدیلی پیدا کی۔ وید میں کیا کچھ ہے۔ یہ وہ خود نہیں جانتے۔ تو دوسروں کو کیا بتائینگے۔ ستیارتھ پرکاش۔ اگرچہ اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ کہ ایک شخص کے ذاتی خیالات کا مجموعہ ہے۔ تاہم آریہ اسے پانچواں وید قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس کی بھی متعدد باتیں ایسی ہیں۔ جن پر عمل کرنے کے لئے کوئی آریہ تیار نہیں ہے۔ ان حالات میں شدھی کے لئے کھڑے ہونے کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتے۔ کہ طرح طرح کے لالچوں اور مختلف رنگوں کے دباؤ وغیرہ سے فتنہ انگیزی کی جائے۔

کاش! آریہ صاحبان شدھی کے جھگڑے کو اس وقت تک ملتوی کر دیں۔ جب تک ویدوں کا ترجمہ۔ اس کے نکات و معارف دُنیا کے سامنے نہ رکھدیں۔ اور ان طریقوں کو چھوڑ کر جو انہوں نے آج کل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اپنے دھرم کی خوبیوں پر شدھی کی بنیاد رکھیں۔ کیا آریہ صاحبان سوامی سردھانند صاحب کے حسب ذیل الفاظ پر غور کرینگے :-

"جب تک آپ سنسکرت کے عالم پیدا کر کے ویدوں کا ترجمہ نہ کرائیں گے۔ تب تک آپکا کلیان نہ ہو گا"

آریہ صاحبان کو دوسروں کی شدھی کرنے کی بجائے اپنے کلیان کی زیادہ فکر کرنی چاہیئے ؛

ہندو مُسلم اتحاد کی نئی تجاویز

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق غور کرتے ہوئے چند ایک نئی تجاویز سوچی گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) مشترکہ تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں میں ہندو مسلم نوجوانوں کو اکٹھی تعلیم دی جائے (۲) باہمی کھان پان کا رواج ڈالا جائے (۳) آپس میں شادیاں کی جائیں ؛

جہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے۔ ان تجاویز میں صرف تیسری تجویز کا ایک پہلو ایسا ہے۔ جو ناممکن العمل کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہندوؤں کو رشتہ دینا ہے۔ کیونکہ مسلمان ہندوؤں سے رشتہ لے تو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان کے راجپوت راجاؤں سے لئے۔ لیکن دے نہیں سکتے۔ اس بات کی مذہبی طور پر انہیں ممانعت ہے۔ اگر اس پہلو کو چھوڑ دیا جائے۔ تو باقی تجاویز اس قابل ہیں۔ کہ ہندو مسلم اتحاد میں ان کے ذریعہ کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچے ؛

مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے منع کرنیوالے

اندور میں مسلمانوں کو مسجدوں میں باجماعت نماز پڑھنے سے روکنے کے لئے جو حکم دیا گیا۔ اور جس کے خلاف ہم بھی لکھ چکے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کے ایک وفد نے جو حالات کی تحقیق کے لئے اندور گیا تھا۔ اپنی رپورٹ میں لکھا ہے :-

"صریح نص قرآنی کی رو سے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے منع کرے" (الامان ۲۳ مارچ)

یہ الفاظ اس رپورٹ سے لئے گئے ہیں۔ جو سید غلام بھیک صاحب نیرنگ سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام۔ مولوی مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان دہلی۔ اور مولوی محمد عرفان صاحب سیکرٹری جمعیۃ علماء ہند دہلی و سیکرٹری سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے دستخطوں سے شائع ہوئی ہے۔

ہمارے نزدیک اندور کے ہندو حکام کو مخاطب کر کے یہ الفاظ لکھنے سے زیادہ ضرورت ان مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے کی ہے۔ جو اختلاف عقائد کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے روکتے ہیں۔ اور وسعیٰ فی خرابہا کے مصداق بنتے ہیں۔ کئی مقامات پر ایسا ہو چکا ہے۔ کہ ویران اور غیر آباد مسجدوں کو احمدیوں نے مرمت وغیرہ کرا کر جب نمازیں پڑھنی شروع کیں تو مسلمانوں نے انہیں روک دیا۔ اور پھر وہ مسجدیں اپنی ویرانی سے مسلمانوں کی بیدینی کا مرثیہ پڑھنے لگ گئیں۔ اگر قرآن کریم کی "صریح نص" کا احترام کرنا غیر مسلموں کی نسبت مسلمان کہلانے والوں کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ اور یقیناً ضروری ہے تو اس کی خلاف ورزی کرنیوالے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ؛

جمعیۃ العلماء ہند پر الزام

دہلی کے اخبار "الامان" (۲۳ مارچ) نے ناظم صاحب جمعیۃ علماء ہند کے متعلق ایک طویل مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں حیرت انگیز اُمور کا انکشاف کیا گیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے :-

"جن حضرات کو جمعیۃ علماء ہند کے شعبہ کا حساب دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے اندر کس قدر غبن ہے۔ اور جمعیۃ علماء کا حساب کس طرح فرضی بنوایا گیا ہے۔ جس کے متعلق کافی سے زیادہ ثبوت میرے پاس موجود ہے"

"سال گذشتہ جب سند یافتہ آڈیٹر کو اخبار الجمعیۃ کا حساب دکھایا گیا۔ تو انہوں نے اس حساب میں نہایت حیرت کے ساتھ بہت سی جعلی رقموں کا اندراج بتایا تھا۔ اور اس کے بعد جب انہوں نے جمعیۃ علماء کا حساب دیکھا۔ تو اس کی گڑبڑ کو خود ناظم صاحب نے تسلیم کیا۔ اور جعلی واؤچروں اور جعلی حسابات کے اندراج کے انکشاف کے خوف سے باوجودیکہ آڈیٹر صاحب موصوف نے بغیر فیس لینے حساب آڈٹ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ انکو حساب کی ہوا بھی نہیں لگنے دی"

"کیا جناب ناظم صاحب حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ہجرت کمیٹی کا فرضی حساب شائع نہیں کیا"

مضمون نویس نے تحقیقات کے لئے کمیشن کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ :- "اگر اس قسم کا کوئی کمیشن مقرر ہوا۔ تو میں ہر قسم کی مدد دینے کے لئے اپنی خدمات آنریری طور پر پیش کرتا ہوں۔ اور وہ ثبوت بھی پیش کروں گا۔ جو میرے پاس جعلی حسابات اور فرضی واؤچروں کے متعلق ہے " کیا جمعیۃ العلماء والے ان سنگین الزامات کی تردید کرنے کی جرأت کریں گے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

اھدنا الصراط المستقیم کی دعا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۶ر مارچ سنہ ۱۹۲۸ء
(بمقام مسجد احمدیہ - لاہور)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے افسوس ہے - کہ چونکہ مجھے یہاں سے ایک بس کے شہر میں جانا پڑا - اس لئے جمعہ میں دیر ہو گئی - اس قلیل وقت میں جس قدر میں بیان کرنا پسند کروں - اس قدر شائد میرے لئے ممکن نہیں ہوگا - لیکن بہرحال جمعہ کے موقعہ پر ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمعے کے لئے جمع ہوتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اور طریق کے مطابق کچھ نہ کچھ کہنا ضروری ہوتا ہے - خواہ وہ کہنا کثیر ہو یا قلیل -

سمجھنے اور نہ سمجھنے والے

بات خواہ تھوڑی ہو یا بہت - مگر بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سمجھنے کے عادی ہوتے ہیں - ان کے لئے تھوڑی بات بھی بہت ہوا کرتی ہے - اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں - جو نہیں سمجھتے - ان کے واسطے بہت باتیں بھی تھوڑی ہوا کرتی ہیں - ایسے لوگ جو متواتر اور مسلسل طور پہ باتیں سنتے ہیں - لیکن پھر بھی ان سے آشنا نہیں ہوتے - اللہ تعالےٰ ان کے متعلق فرماتا ہے - ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے - ان کی آنکھیں ہیں - مگر وہ دیکھتے نہیں - ان کے کان ہیں - مگر وہ سنتے نہیں - لیکن ان کے مقابل کچھ اور لوگ ہیں - جو تھوڑی سی بات سے فائدہ حاصل کر لیتے ہیں - ایک معمولی سی بات بھی ان کے قلب پہ اثر پیدا کر دیتی ہے - جس سے وہ خود ہی مست نہیں ہوتے - بلکہ قریب والے بھی متوالے ہو جاتے ہیں - اور دنیا کو انسان کی اس صفت سے جس قدر نفع پہنچا - اتنا کسی اور بات سے نہیں ہوا -

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا

حضرت عمرؓ کے متعلق آتا ہے - کہ ان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت تھی - تو اتنی کہ ہر وقت تلوار لئے پھرتے - کہ جہاں پائیں - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کر دیں - پھر جب موافقت پیدا ہوئی - تو اتنی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے مقابل میں تلوار لیکر کھڑے رہتے - اور یہ حالت اس طرح پیدا ہوئی - کہ ایک دن انہوں نے قرآن کی بعض آیتیں اپنی ہمشیرہ کے منہ سے سنیں - ان چند آیتوں کا یہ اثر ہوا - کہ قتل کرنے نکلے تھے - مقتول ہو کر گر پڑے - اور وہ تلوار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن پر چلنے کے لئے ہر وقت میان سے باہر نکلی رہتی تھی - ہمیشہ کے لئے خدا کے دین کے اعلاء کے لئے ننگی رہی - یہ بالکل مختصر بات تھی - جو حضرت عمرؓ نے سنی - لیکن اس کا نتیجہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے کس قدر عظیم الشان نکلا - پس چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کا کلام سنتے وقت دل کو اسے قبول کرنے کے لئے ہر طرح تیار کیا جائے۔

سورہ فاتحہ کی اہمیت

سورہ فاتحہ جو سارے قرآن کا خلاصہ ہے - اور جس میں ساری خوبیاں جمع ہیں - اپنے اندر بہت سے فائدے رکھتی ہے - اس میں بعض باریکیاں ہیں - اور ہر ایک کی سمجھ ایسی نہیں ہوتی - کہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے - اس سے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں - جس سے معلوم ہوگا - کہ سورہ فاتحہ ایک ایسی سورت ہے - کہ علاوہ اس اہمیت کے کہ یہ جامع ہے - اور اس کے اندر انسان کو دعائیں سکھائی گئی ہیں - یہ اہمیت بھی رکھتی ہے - کہ قرآن کی دوسری سورتوں کے بالمقابل یہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے -

سورہ فاتحہ کی دعا سے یکسانیت پیدا کرو

اگر غور کیا جائے - تو کم از کم ایک انسان چالیس دفعہ ضرور ہر روز اسے پڑھتا ہے - پھر نماز کے علاوہ بھی اسے پڑھتے ہیں - اور میں خیال کرتا ہوں - کہ ایک سو بار سے زیادہ دفعہ یہ دعا روزانہ پڑھی جاتی ہے - اس میں دعا سکھائی گئی ہے - جس کے متعلق ہمیں سوچنا چاہیئے - کہ جو دعا اس کثرت سے پڑھی جاتی ہے - اس کا کوئی اثر بھی ہے یا نہیں - اور اس کے مطابق ہماری حالت ہے یا نہیں - اس میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی دعا سکھائی گئی ہے - جس کا مطلب یہ ہے - کہ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا - وہ سیدھا راستہ کہ دکھایا تو نے اپنے ان لوگوں کو جن پر تیری نعمتیں نازل ہوئیں - وہ سیدھا راستہ بتا جو بتایا تو نے ان لوگوں کو جو منعم علیہ تھے - اور وارث تھے تیرے فضلوں کے - پھر یہی نہیں کہ سیدھا راستہ دکھا - اور بتا - بلکہ یہ بھی کہ ہمیں اس سیدھے رستہ پر چلا بھی - تاہم اس پر چل کر تیری نعمتوں کو پا سکیں -

یہ دعا ہے جو اس سورۃ میں سکھائی گئی ہے - اس پر غور کرنا چاہیئے - کہ کیا ہماری حالتیں اس کے مطابق ہیں؟ دن رات یہ دعا پڑھی جاتی ہے - اور نہیں تو کم از کم پانچ دفعہ تو ضرور پڑھی جاتی ہے - پس آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کریں - اور دیکھیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا جو ہم روز کرتے ہیں - کیا وہ قبول ہو رہی ہے - یا نہیں - کیا جو شئے ہم اس میں طلب کرتے ہیں - وہ ہمیں مل رہی ہے؟ اور کیا ہماری حالت اس دعا کے مفہوم کے مطابق ہو گئی ہے -

اھدنا الصراط المستقیم میں کیا مانگا جاتا ہے

اھدنا الصراط المستقیم میں ہم طلب کرتے ہیں - سیدھا رستہ دکھا - وہ رستہ جو دکھایا تو نے اپنے نیک اور مومن بندوں کو جو تیرا انعام پانیوالے ہوئے - بہرحال ہر مسلمان یہ دعا کئی بار دن میں پڑھتا ہی ہے - اور جو اسے پڑھتا ہے - وہ اس پر ایمان بھی رکھتا ہوگا - وہ آخر خدا پر ایمان رکھتا ہوگا - توحید پر ایمان رکھتا ہوگا - ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوگا - قرآن پر ایمان رکھتا ہوگا - رسالت پر ایمان رکھتا ہوگا - حشر و نشر اور قضاء و قدر کو مانتا ہوگا - پس جب وہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کہتا ہے - تو کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں - کہ اے خدا میرا یہ ایمان ہو جائے - کہ تو خدا ہے - اور تیری توحید ہے - ملائکہ تیری مخلوق ہیں - قرآن تیرا کلام ہے - حشر و نشر اور قضاء و قدر تیرے حکم اور اختیار سے ہے - یہ تو وہ پہلے ہی مانتا ہے - اور ان سب پر اس کا پہلے ہی ایمان ہے - پھر اس کا کیا مطلب ہوا - کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے - اس کا یہ مطلب ہوتا ہے - کہ اے خدا جس مقام پر میں ہوں - تو مجھے اس سے آگے لے جا - کیونکہ اگر صرف یہ ہو - کہ مجھے یہ باتیں حاصل ہوں - تو یہ تو اسے پہلے حاصل ہیں - اور کون ہے - جو پہلی حاصل شدہ چیزوں کو مانگے - پس اس کا یہی مطلب ہے - کہ دعا مانگنے والا یہ مانگ رہا ہے - کہ جس مقام پر ہوں - اس سے آگے ترقی دے - جو عقائد ہیں - انہیں زیادہ مضبوط کر دے - ایمان اور یقین کو زیادہ کر دے - قرآن پر جو ایمان ہے - رسول پر جو ایمان ہے - ملائکہ پر جو ایمان ہے - اس میں ترقی ہو - جو علم حاصل ہے - وہ اس سے زیادہ ہو جائے - قرآن اور حدیث کے مطالب پہلے سے زیادہ مجھ پر کھل جائیں - غرض جس وقت یہ دعا مانگی جاتی ہے - تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں - کہ دعا مانگنے والا موجودہ حالت سے آگے ترقی چاہتا ہے - اور یہ خواہش کرتا ہے - کہ جو کچھ مل چکا ہے - وہ اور بھی زیادہ ہو - مثلاً کوئی شخص اعمال کے متعلق دعا کرے - جیسے نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - اور عام اخلاق تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے - کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم میں یہ دعا کر رہا ہے - کہ مجھے نماز مل جائے - روزہ مل جائے - یا عام اخلاق مجھے مل جائیں - کیونکہ جو شخص اھدنا الصراط المستقیم کے الفاظ میں دعا کر رہا ہے - وہ مسلمان ہے - اور مسلمان کو یہ سب چیزیں پہلے ہی مل چکی ہیں - تو اس کا یہی مطلب ہے - کہ یہ پہلے سے اچھے طریق پر ادا ہوں - اور اچھی طرح مجھے حاصل ہوں - اگر یہ مفہوم نہیں - تو پھر یہ فضول اور لغو بات ہے - کیونکہ وہ ایک ایسی چیز مانگتا ہے - جو اسے پہلے ہی مل چکی ہے -

اگلے جہان کا قیاس

پس پانچ وقت جو یہ دعا مانگی جاتی ہے اس کے متعلق دیکھنا بھی چاہیئے - کہ قبول ہو رہی ہے - یا نہیں - اور کیا اس سے کوئی تبدیلی پیدا ہو رہی

ہے یا نہیں۔ ایک نماز میں جب یہ دعا کی گئی ہے۔ تو کیا یہ فرض نہیں کہ دوسری نماز میں دیکھا جائے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور کہاں تک ترقی ہوئی۔ مثلاً اگر صبح کی نماز میں ایک شخص اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے۔ اور مفہوم میں یہ بات داخل رکھتا ہے۔ کہ جو کچھ مجھے مل چکا ہے۔ اس میں ترقی ہو۔ تو کیا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ بعد کی نمازوں میں غور کرے۔ کہ کہاں تک ترقی ہوئی۔ وہ اپنے اعمال میں دیکھے۔ اپنے معاملات میں دیکھے۔ اپنے حالات میں دیکھے۔ کہ کس قدر بہتری پہلے کی نسبت ان میں پیدا ہوئی۔ اور یہ کہ کیا ان میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں۔ ان میں کچھ فرق ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ صرف مقررہ الفاظ دہرا رہا ہے۔ وہ ٹونہ کر رہا ہے۔ وہ جادو کر رہا ہے۔ وہ بالکل ویسے ہی طور پر کام کر رہا ہے۔ جیسے بعض بوڑھی عورتیں چند دھاگوں پر عمل کرتی ہیں۔

پس جب تک اس دعا کا مفہوم یہ نہ ہوگا۔ کہ جو کچھ مل چکا ہے اس میں ترقی ہو۔ تو اس دعا کا پڑھنا ایک فضول اور لغو بات ہوگی اس لئے ہر ایک شخص کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ہر نماز میں سوچ لے۔ کہ میری پہلی دعا کا کیا نتیجہ نکلا۔ پھر اس کے ساتھ اسے یقین ہونا چاہیئے۔ کہ میری دعا قبول ہو گئی۔ کیونکہ اگر یہ یقین نہ کیا جائے۔ اور یہ مانا جائے۔ کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے۔ وہ تو خدا کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ انسان کے کہنے سے اس میں تغیر نہیں ہوا کرتا۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ہزارہا دعائیں جو پاک لوگوں نے کیں۔ وہ پھینک دی گئیں۔ ہزارہا دعائیں جو راستباز انسانوں نے مانگیں اجابت کے مقام پر نہ پہنچیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ جو کچھ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کچھ شبہ نہیں۔ کہ انسان جو کچھ کہے اسے بھی سنتا ہے۔ اور اس کے مطابق اسے اجر دیتا ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ کسی کی دعا میں کوئی نقص ہو۔ اور وہ پھینکی گئی ہو اور اجابت کے مقام پر نہ پہنچی ہو لیکن یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور پھر جو دعا وہ خود سکھائے وہ تو ضرور اس قابل ہوتی ہے۔ کہ سنی جائے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہوتی ہے۔ کہ انسان اسکے مانگنے میں اپنی نادانی اور غلطی سے کوئی نقص نہ پیدا کر دے۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ یہ دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی۔ اگر یہ دعا اپنا اثر ظاہر نہ کرے۔ اور مانگنے والے کے اندر پہلے کی نسبت کوئی فرق پیدا نہ ہو۔ اور اسے ان چیزوں میں جو اسے مل چکی ہیں ترقی محسوس نہ ہو۔ تو اسے فکر کرنی چاہیئے۔ کہ جس بات نے اس کو یہاں فائدہ نہ دیا جس سے اس کو اس جگہ کوئی ترقی نہ ہوئی۔ اس سے اس کو کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن کچھ ترقی ہوگی۔ کیونکہ مرنے کے بعد کی ترقی اسکے انہی اعمال اور عقائد اور ایمان پر ہے۔ جو اس جہان میں ہوں گے۔ اور اگر ان میں اس جگہ کوئی ترقی نہیں۔ تو قیامت کے دن اسے کہاں ترقی مل سکتی ہے۔ پس ایسے شخص کو یہیں سے اپنی آئندہ کی حالت پر قیاس کرنا چاہیئے۔ اور اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ جو پہلی منزل طے نہیں کر چکا۔ وہ دوسری منزل کیسے طے کر سکتا ہے۔

قبولیت دُعا کا اثر

ایک مومن اور سچا مومن ایک دن کی دعا کا اثر دوسرے دن دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اسی دن کی دوسری نماز میں دیکھتا ہے۔ پھر ایک نماز کی دعا کا اثر دوسری نماز میں دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک رکعت کی دعا کا اثر دوسری رکعت میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ کیا وہ قبول ہوئی یا نہیں۔ اور اس نے کیا اثر پیدا کیا۔ پہلی حالت اور اس حالت میں کسقدر فرق پیدا ہوا۔ کہاں تک ترقی ہوئی۔ لوگ گورنمنٹ کے حکام کے پاس عرضیاں لیکر جاتے ہیں۔ اور وہاں گھنٹوں بلکہ پہروں انتظار کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے گھر کوئی انتظار کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں جن امور کیلئے اس نے اوقات مقرر کر رکھے ہیں۔ ان میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنی مدت معینہ پر ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص بچہ کیلئے دعا مانگتا ہے اب اگر اسکی دعا قبول ہو جائے۔ تو یہ نہیں ہوگا۔ کہ اسی وقت بچہ بھی ہو جائے اس کے لئے اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم نو سوا نو مہینہ کا عرصہ لگیگا۔ کیونکہ بچہ کی پیدائش کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اتنا عرصہ لیکر دنیا میں آئے پس صرف ان امور میں جنہیں خدا نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔ مقررہ وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور باقی سب میں کوئی انتظار نہیں۔ اور وہ اکثر دعا کے ساتھ ہی مل جاتے ہیں۔ چنانچہ علم اور عقائد وغیرہ ہیں۔ یہ الہاماً ملتے ہیں۔ اور اسی وقت نازل ہوتے جاتے ہیں جس وقت ان کیلئے دعا کیجاتی ہے۔ متواتر تجربہ کیا گیا ہے کہ ابھی دو رکعت ختم نہیں ہوتی جس میں ایسی دعا کی جاتی ہے کہ بہت سی حقائق و معارف کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ اگر دعا ٹھیک طور پر کیجائے۔ تو پیشتر اسکے کہ سجدہ سے سر اٹھایا جائے سورتوں کی سورت کے مطالب ظاہر ہو گئے ہیں۔

فکر باید کرد

اگر کسی انسان کی دعا مضبوط نہ ہو۔ اور جلدی اثر نہ کرے۔ تو کم از کم یہ تو چاہیئے۔ کہ دوسری نماز تک ہی فرق پڑ جائے۔ اگر یہ بھی نہیں۔ تو کم از کم دوسرے دن تک ہی فرق پیدا ہو جائے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ اس سے بھی زیادہ اس کی دعا کمزور تھی۔ تو کم از کم ایک ہفتہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جانی چاہیئے۔ یہ بھی اگر نہیں۔ تو کم از کم ایک ماہ کے بعد ہی کوئی اثر پیدا ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس عرصہ میں بھی کوئی اثر پیدا نہیں ہوا۔ اور دعا کرنے والے کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تو کم از کم وہ سال جن کے ساتھ اس کی زندگی گنی جاتی ہے۔ اس قسم کے ہونے چاہئیں۔ جن میں تبدیلی ہو۔ اور ہر سال اپنے پہلے سال سے بڑھ کر ترقی پر ہو۔ لیکن اگر اس حد تک پہنچ کر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور باوجود سال بھر دعا کرنے کے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ اسکے علم میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ اسکے عمل میں کوئی مضبوطی نہیں ہوئی۔ اس کے اخلاق میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی دعا میں فرق تھا۔ اور اس وقت پھر حالت بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یا تو دعا کرنے والے کے اخلاص میں فرق ہوتا ہے۔ کہ وہ اخلاص سے اھدنا الصراط المستقیم نہیں کہتا۔ بلکہ رسمی طور پر کہتا ہے۔ اس لئے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ یا اس کے ساتھ کچھ اور نقص پیدا کر لیتا ہے۔ جس سے کوئی اثر اور تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ ورنہ دعا ایسی چیز نہیں۔ کہ اسے بے اثر کہا جائے۔ پس ایسا آدمی اگر اھدنا الصراط المستقیم کے معنے یہ نہیں خیال کرتا۔ کہ موجودہ مقام سے ترقی ملے۔ اور اگر صراط الذین انعمت علیہم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسےٰؑ حضرت عیسےٰؑ وغیرہ تمام خدا کے نبی مدنظر نہیں ہوتے۔ بلکہ صرف یہ جملہ ہی سامنے ہوتا ہے۔ تو ایسا شخص منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اسے کوئی ترقی نہیں ملتی۔ کیونکہ وہ دعا نہیں کرتا۔ بلکہ ایک جملہ رٹتا ہے۔

کیوں دُعا قبول نہیں ہوتی

بعض دفعہ دعا مانگنے والا اس کے ائیڈیل (Ideal) کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو اس وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور کبھی دُعا کے ساتھ سچی تڑپ نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی دعا کرنیوالا اصلی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے دعا قبولیت کے مقام تک نہیں پہنچتی۔ پھر دُعا کے واسطے توجہ اور یقین کی ضرورت ہے۔ ایک شخص کو دعا کرتے وقت اس بات کا یقین ہونا چاہیئے۔ کہ جو کچھ میں مانگ رہا ہوں۔ وہ دیا جائے گا۔

دُعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش

گو یہ ضروری ہے۔ کہ دُعا کے ساتھ توجہ ہو گو یہ ضروری ہے۔ کہ دُعا کے ساتھ یقین ہو۔ گو یہ ضروری ہے۔ کہ دعا کے ساتھ سچی تڑپ اور اصلی کوشش ہو۔ لیکن اس کے ساتھ تدبیر کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ جو انسان دعا بھی کرتا ہے۔ اور تدبیر بھی کرتا ہے۔ وہ کامیابی کا منہ بہت جلد دیکھ لیتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس ایک سپاہی آیا۔ کہ حضور دُعا کریں۔ کہ میرے گھر اولاد ہو۔ جواب میں انہوں نے کہا۔ بہت اچھا ہم دُعا کرینگے وہ شخص اٹھا۔ اور گھر جانے کی بجائے کہیں اور جانے لگا۔ بزرگ نے کہا۔ تمہارا گھر کدھر ہے۔ اس نے کہا کہ میں فوج میں ملازم ہوں اس لئے ادھر جا رہا ہوں۔ اس نے کہا۔ پھر میری دعا کیا فائدہ کریگی۔ تم بچے کی درخواست کرتے ہو۔ اور خود گھر سے باہر جا رہے ہو۔ بچہ کے لئے دعا کرانی ہے۔ تو بیوی کے پاس رہو۔ غرض دعا کے ساتھ تدبیر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ طاقت اور امکان کے مطابق کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جو شخص دعا کے ساتھ کوشش نہیں کرتا۔ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ یونہی مجھے سب کچھ مل جائے غرض دُعا کے ساتھ تدبیر اور کوشش ہوا کرتی ہے۔ صرف کوشش سے بسا اوقات لوگ ناکام رہ جاتے ہیں۔ لیکن اگر دعا اور کوشش

دونوں ہوں۔ تو کامیابی ہوتی ہے۔ جب انسان ایک قدم اُٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دو قدم اُٹھتے ہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کی جائے۔ اور دعا کے ساتھ کوشش اور تدبیر کو اختیار کیا جائے ؂

مسیح موعود کی برکات اور قرآن کریم کا تفوق

قرآن شریف کی طرف توجہ نہ کرنے سے ہی یہ ساری خرابی پیدا ہوئی کہ لوگ لفظوں پر گر گئے۔ اور مطلب کی طرف سے غفلت اختیار کرلی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس پر اعتراض ہونے شروع ہو گئے۔ اب دیکھ لو۔ یہی قرآن جو پہلے تھا۔ اب بھی ہے۔ مگر پہلے اس پر ساری دنیا اعتراض کرتی تھی۔ اس لئے کہ خود مسلمان اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے مطالب سمجھنے کے لئے دعا نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسی قرآن کو لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے۔ تو لوگوں کی گردنیں جھکا دیں کیونکہ وہ اھدنا الصراط المستقیم کہنے کے موقعہ پر اپنی دعاؤں میں یقیناً یہ مفہوم رکھتے تھے۔ کہ الٰہی قرآن کے علوم کو مجھ پر کھولا جائے۔ چنانچہ ان پر کھولے گئے۔ غور کرو۔ یہی قرآن ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا۔ کہ اس میں کوئی دلیل نہیں۔ یہ جو بات کہتا ہے۔ بلا دلیل اور بلا ثبوت کہتا ہے۔ اس کی عبارت بھی بے ترتیب ہے۔ لوگوں کے نزدیک یہ بالکل ظنی تھا۔ تحقیق یقینی تھا۔ حقائق سے خالی تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کو لیکر اُٹھے۔ اور جہان پر ثابت کر دیا۔ کہ اس کی ہر بات بادلیل ہے۔ اور اس کا ہر دعویٰ باثبوت ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے۔ اور ایسا صحیفہ ہے جس کی مثل کوئی کتاب نہیں۔ پھر اس وقت تو یہ حالت تھی کہ اس کے ماننے والے بھی یہاں تک کہتے تھے۔ کہ گیارہ سے لے کر پانچ تک اس کی آیتیں منسوخ ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب اُٹھے۔ اور کہا۔ اس میں سے ایک لفظ بھی منسوخ نہیں۔ اور بتا دیا کہ یہ بالکل وہی قرآن ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور جو آپ کے صحابہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ آخری زمانہ میں شاہ ولی اللہ شاہ صاحب بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ مگر وہ بھی کہتے تھے۔ قرآن کریم کی پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے وہ معارف کھولکر بتائے۔ کہ لوگ حیران رہ گئے۔ اور فرمایا۔ کہ پانچ آیتیں چھوڑ پانچ شوشے بھی قرآن کریم سے منسوخ نہیں۔ کہاں ولی اللہ شاہ صاحب کہ پانچ آیتیں منسوخ سمجھتے تھے۔ اور کہاں ایک احمدی کہ وہ اب ایک آیت کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا ؂

ترتیب قرآنی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ اس کی ترتیب عبارت بھی بہت اعلیٰ ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ ایک بے مثل کتاب ہے۔ چنانچہ ہم میں سے علوم کا مطالعہ کرنیوالے آج کہتے ہیں کہ اس کی عبارت بے جوڑ نہیں۔ بلکہ نہایت اعلیٰ اور مکمل ترتیب کے ساتھ ہے۔ اور اس میں اتنا ربط ہے۔ کہ دنیا کی کسی کتاب میں اتنا ربط نہیں پایا جاتا۔ لوگ سمجھا کرتے تھے کہ یہ تحریرات ہند کی طرح ایک کتاب ہے۔ اور بس لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ یہ بالکل فطرت انسانی کے مطابق کتاب ہے ہر ایک حکم جو اس میں ہے۔ اور ہر ایک عقیدہ جو اس کے ذریعے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے لئے دلائل عقلی اور نقلی دونوں اس میں موجود ہیں۔ اور بتا دیا۔ کہ اگر کوئی کتاب ایسی ہے۔ کہ دنیا اس پر عمل کر سکتی ہے۔ اور وہ دنیا کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ تو وہ قرآن کریم ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ انعام مقرر کیا۔ کہ کوئی ایسی کتاب پیش کرو۔ بلکہ چند ان مضامین کے مقابلہ کے لئے بھی لوگوں کو بلایا۔ جو آپ نے قرآن کریم کے حقائق کے متعلق لکھے ہیں۔ اور جن کے متعلق آپ نے بڑے زور کے ساتھ دعویٰ کیا کہ اگر زیادہ نہیں۔ تو ان کے برابر ہی معارف دکھا دو۔ اور انعام لے لو۔ مگر لوگ نہ کر سکے۔ پس یہ فرق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہے لیکن یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اھدنا الصراط المستقیم کہتے۔ تو وہ یقیناً یہ دعا مانگتے ہوتے تھے۔ کہ مجھ پر قرآنی علوم پہلے سے زیادہ کھولے جائیں۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حقائق کھولے گئے۔ اور علوم عطا کئے گئے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام پر حقائق کھولے گئے اور علوم عطا کئے گئے۔ اگر عیسیٰؑ۔ ابراہیمؑ اور نوح علیہم السلام پر حقائق کا انکشاف کیا گیا۔ اور ان کو علوم عطا کئے گئے۔ تو ہم پر بھی ان حقائق کو واضح فرما دیا جائے اور ہم پر بھی ان علوم کو کھولا جائے ؂

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی قرآن دانی

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا بھی یہی طریق تھا۔ آپؓ فرمایا کرتے۔ کوئی اعتراض قرآن پر کرے۔ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مجھے جواب معلوم نہ بھی ہو گا تو بھی خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں سمجھا دوں گا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ بھی جب اھدنا الصراط المستقیم کہتے تھے تو اسی مفہوم کو مدنظر رکھکر کہتے تھے کہ قرآن کے علوم مجھ پر کھولے جائیں۔ اور انہیں یہ یقین تھا کہ خدا تعالیٰ ضرور اس دعا کو سنتا ہے۔ اور قرآنی علوم ان پر منکشف کرتا ہے ؂

ایک شاندار نکتہ

میں نے اپنی ذات میں بھی دیکھا ہے میں جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف اور بخاری پڑھا کرتا تھا۔ تو آپ نے ایک دفعہ کے سیپارہ روز پڑھا کر دو ماہ میں سب ختم کرا دیا۔ میں جب کچھ پوچھا چاہتا تو فرماتے۔ میاں گھر جا کر سوچ لینا۔ دوسرے پڑھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے اگر میں کوئی سوال کرتا۔ تو فرماتے۔ میاں اُٹھو ادھر آکر بیٹھو۔ غرض سطحی طور پر پڑھانے کے بعد فرمایا۔ جو علم نور دین کو آتا تھا۔ وہ پڑھا دیا۔ اس کے اندر ایک نکتہ تھا۔ اور وہ یہ کہ ایک مسلمان کے لئے صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ ترجمہ پڑھ لے اور اس کو اچھی طرح سمجھ لے۔ باقی جو علوم ہیں۔ وہ تو خدا کے سکھائے آتے ہیں۔ ان کے متعلق اسے اپنے طور پر کوشش کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے حاصل کرنے چاہیئں۔ میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بتائی ہوئی باتوں کو ہی لئے رکھتا۔ تو آج ان اعتراضوں کے جواب کہاں سے لاتا۔ جو اسلام پر ہو رہے ہیں۔ کیا آپؓ نے ہمیشہ زندہ رہنا تھا؟ نہیں۔ اس لئے انہوں نے وہ گُر مجھے بتا دیا۔ جو ان کے بعد بھی میرے کام آنیوالا تھا۔ اور اب میں وہ گُر تمہیں بتاتا ہوں کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کے وقت اس قسم کے مطالب کو مدنظر رکھتے بہت زیادہ مفید ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ ہر ایک بات خود بتاتا اور سمجھاتا ہے۔ اور تمام علوم کا انکشاف کر دیتا ہے ؂

470

رؤیا کے ذریعہ سورۃ فاتحہ کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے گُر سے میں نے بہت بڑے بڑے فائدے حاصل کئے ہیں میں اکثر دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے اور زیادہ علوم عطا ہوں۔ اور زیادہ انعام ملیں۔ اور زیادہ نعمتیں اور برکتیں حاصل ہوں۔ چنانچہ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل کے ماتحت دی بھی گئیں۔ ایک دفعہ رؤیا میں مجھے بتایا گیا۔ میں نے دیکھا ایک آواز سُن رہا ہوں۔ جیسے ٹن کی آواز ہوتی ہے۔ تانبے یا پیتل کے برتن سے جو آواز نکلتی ہے۔ ویسی ہی وہ آواز تھی۔ وہ آواز ہوتے ہوتے اس قدر وسیع ہوئی کہ وسیع ہو کر ایک لمبا چوڑا میدان بن گئی۔ تب فرشتہ نے میرے پاس آکر کہا۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ تمہیں سورہ فاتحہ کا ترجمہ سکھایا جائے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ تب اس نے مجھے سکھایا۔ اور جب ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچا۔ تو کہنے لگا۔ کہ تفسیروں والے تو یہیں تک لکھتے ہیں۔ اور لوگ یہیں تک بیان کرتے ہیں۔ لیکن میں تمہیں اگلی تفسیر سکھاتا ہوں۔ اور پھر اُس نے اس کی تفسیر سکھائی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ رؤیا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ کو سنائی۔ اور کہا۔ تفسیر جو فرشتہ نے سکھائی تھی۔ وہ بھول گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ آپ کو علم سکھایا گیا ہے اور فرشتے نے جو یہ کہا تھا۔ تفسیروں والے اور دوسرے لوگ ایاک نعبد وایاک نستعین تک ہی بتاتے ہیں۔ اس کا یہ مفہوم تھا۔ کہ ایاک نعبد وایاک نستعین بندے کا کام ہے یہ تو بندے کے لئے ہے۔ اور وہی کرتا ہے۔ اس کے آگے ذکر تا ہے کہ

جو بات خدا کرتا ہے ۔ بندہ کر نہیں سکتا۔ غرض اب سورہ فاتحہ کو لیکر اگر میں کھڑا ہو جاؤں۔ کوئی مضمون ہو ۔ مجھے ایسا نکتہ سمجھا دیا جاتا ہے ۔ جو مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ لیکچروں کے وقت بھی ہر دفعہ مجھے وہی فرشتہ نئے نئے نکات سمجھا دیتا ہے ۔ بندوں کے دوں کی تو حد بندی ہے ۔ لیکن خدا کے احسانوں کی حد بندی نہیں ۔ وہ جتنا چاہے جب چاہے ۔ بندے پر احسان کر سکتا ہے ۔

اصل علم خداہی عطا کرتا ہے

دراصل علوم خداہی کی طرف سے دیئے جاتے ہیں جو الہاماً نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ اُستاد بھی پڑھاتے ہیں۔ مگر وہ خود بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ انہیں کسی اور جگہ سے بتایا جائے۔ اور پھر ان کے پڑھائے ہوئے علوم ان کے برابر کب ہو سکتے ہیں۔ جو الہام کے ذریعہ پڑھائے جاتے ہیں ۔ ایک اُستاد صاحب نے چند خطوط جمع کر کے طاقچے پر رکھ چھوڑے تھے ۔ اور اپنے شاگردوں کو طاقچے پر پڑے ہوئے خط رٹا دیتا تھا۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کے باپ کے پاس کہیں سے خط آیا۔ اس نے بیٹے کو پڑھنے کے واسطے دیا۔ بیٹے نے انہیں خطوں کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا۔ جو اُستاد نے رٹائے ہوئے تھے ۔ باپ نے کہا کیا کر رہے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا۔ خط پڑھ رہا ہوں۔ باپ نے حیران ہو کر کہا۔ اس میں تو یہ نہیں لکھا۔ اور اسے استاد کے پاس لے آیا۔ وہاں آ کر اُس نے وہ خط جو اُستاد نے اُسے رٹایا ہوا تھا۔ پڑھ دیا۔ اور کہا یہی خط پڑھنا آتا ہے ۔ جو اُستاد جی کے طاقچہ پر ہے تو استادوں کا پڑھایا ہوا طاقچے پر رکھے ہوئے خطوں کی مانند ہوتا ہے ۔ اصل علم خداہی سے انسان حاصل کرتا ہے ۔

خدا سے علم حاصل کرنے کا طریق

لیکن اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ کوشش یہی ہے کہ خداہی سے کہے کہ مجھ علم سکھائیے۔ اور اسمیں زیادتی کیجئے جس شخص کے کاموں کی بنیاد محض عقل و فہم پر ہوتی ہے ۔ اسے کیا خبر کہ دشمن نے کہاں سے آنا ہے ۔ اور کیا اعتراض کرنا ہے۔ اس لئے وہ اکثر تکلیف میں پڑتا ہے اور کئی اعتراضوں کا جواب نہیں دے سکتا ۔ اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے کوئی مفید بات پیدا کر سکتا ہے ۔ لیکن جس کی بنیاد ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر ہوتی ہے وہ ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ سے مدد پاتا ہے ۔ اور ان علوم کی وجہ سے جو خدا کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں ۔ ہر موقعہ پر اسے غلبہ دیا جاتا ہے ۔ اور ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم پر اپنی بنیاد رکھنے والے میں خدا بول رہا ہوتا ہے ۔ وہ اسکی زبان ہوتا ہے ۔ اس کا دماغ ہوتا ہے ۔ غرض وہ ہر موقعہ پر اسکی مدد کرتا ہے اور جیسی ضرورت ہو ویسا ہی علم سکھا دیتا ہے ایسے انسان کی زبان اور دماغ ٹائپ کی مشین کی طرح ہوتے ہیں جس کے اوپر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے ۔ اور وہ ہاتھ الہام ہے ٹائپ کی مشین جیسے حرف چھاپتی جاتی ہے ویسے ہی اس کے دماغ میں باتیں آتی جاتی ہیں پس اس آیت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور دعاؤں میں لگ جاؤ اپنے اوقات کو خدا کے لئے خرچ کرو اسکی رحمت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ خدا

میں نے گوروکل کانگڑی میں کیا دیکھا

۱۶ تا ۲۱ مارچ گوروکل کانگڑی کا سالانہ جلسہ تھا۔ پروگرام جلسہ میں مذہبی کانفرنس بھی تھی۔ جس میں شرکت کے لئے جماعت احمدیہ کو بھی دعوت دی گئی۔ چنانچہ یہ خاکسار مقررہ پروگرام کے مطابق ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے حکم کے ماتحت ۱۷ مارچ کو گوروکل کانگڑی پہنچ گیا۔ ۱۸-۱۹ مارچ بھی میں وہاں رہا۔ اس عرصہ میں جو میری آنکھوں نے دیکھا۔ یا کانوں نے سُنا۔ مختصر طور پر ہدیہ احباب کرتا ہوں :-

۱۷ مارچ کی کارروائی

۲ بجے کے قریب سوامی ستیہ دیو صاحب نے تقریر شروع کی آپ کی تقریر بالکل بے ربط تھی۔ کبھی آپ "ہندو" لفظ کی وجہ تسمیہ بیان فرمانے لگتے ۔ اور کبھی بائبل پران اور قرآن مجید پر بیجا اعتراض شروع کر دیتے جن کا منشاء یہ تھا۔ کہ یہ کتابیں محدود زمانہ سے ہیں۔ ہندو لفظ کے متعلق آپ نے فرمایا۔

ہندو اصل میں سندھو ہے ۔ سندھو ندی کے کنارے رہتے تھے ۔ سندھو کہلانے لگے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پھر ہندو کیسے بن گیا۔ تو جس طرح ہیچ بھاشا نے سپتہ کا ہفتہ بنا دیا ویسے ہی سندھو کا ہندو بن گیا :

مذہبی کانفرنس

تین بجے کے قریب کانفرنس مذاہب کا انعقاد ہوا۔ جس کے صدر پروفیسر دھرو جی وائس چانسلر ہندو یونیورسٹی بنارس تھے مضمون زیر بحث ایشوری گیان یا الہامی کتاب تھا۔ حاضرین کی تعداد ۱۴-۱۵ ہزار بتلائی جاتی تھی۔ سب سے پہلے خاکسار نے قرآن پاک کے کامل اور خالص ایشوری گیان ہونے پر اپنا مضمون پڑھا۔ جو بفضلہ تعالیٰ نہایت سکون اور توجہ سے سُنا گیا۔ گو ہر ایک نمایندہ کو نصف نصف گھنٹہ دیا گیا تھا۔ تاہم میں نے ذرا اختصار سے سارا مضمون سُنا ہی دیا۔ کانفرنس کے منتظمین نے چھپوانے کے لئے اس مضمون کی ایک نقل لے لی ۔ میرے بعد جین دھرم کے نمایندہ پنڈت چناس صاحب نے اپنا مضمون پڑھنا شروع کیا۔ چونکہ انکی آواز دھیمی تھی۔ اس لئے مجمع منتشر ہونے لگ گیا۔ اور شور مچ گیا۔ ان کے بعد بدھ دھرم کے نمایندہ برہمچاری آنند صاحب نے مضمون پڑھا۔ جس میں آپ نے بتلایا۔ مہاتما بدھ ویدوں کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے مقررہ وقت سے بھی نصف وقت لیا۔ پھر آریہ دھرم کی طرف سے پنڈت ستیہ برت صاحب نے مضمون پڑھنا شروع کیا۔ جس میں وہ بدھ ازم ۔ عیسائیت پر اعتراضات کرتے ہوئے جب قرآن مجید پر اعتراض کرنے لگے ۔ تو میں نے صاحب صدر کو توجہ دلائی کہ اگر ان کو خلاف شرط کانفرنس اعتراض کا موقعہ دیا جائے گا۔ تو پھر ہمیں جواب کے لئے بھی وقت ملنا چاہیئے ۔ جس پر انہیں بند کر دیا گیا۔ اپنے ویدوں کی خوبیاں کیا بیان کریں ۔ بار بار اسی بات کو دہرا کر بیٹھ گئے ۔ کہ "وید سب سے پرانی کتاب ہے ۔ اور ژند وستھا کو یورپین مورخین نے صرف چند ہزار برس سے بتلایا ہے " مگر نامعلوم وہ ژند وستھا کے بارہ میں یورپین مورخین کی شہادت پیش کرتے ہوئے سوامی دیانند جی کے اس بیان کو کیوں بھول گئے کہ پروفیسر ولسن اور پروفیسر میکس مولر وغیرہ اہالیان یورپ ویدوں کو بنے ہوئے صرف ۲۴۰۰ یا ۲۹۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰ برس بتلاتے ہیں :

ان کے بعد پریزیڈنٹ صاحب نے جو سناتن دھرم کے نمایندہ بھی تھے۔ اپنا مضمون پڑھنے کی بجائے ایک مختصر تقریر کی جس میں بتلایا۔ کہ ہر مذہب میں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ میں ان کو قبول کرتا ہوں۔ اسلام کے متعلق فرمایا :۔ "محمد صاحب نے جس زمانہ میں توحید الٰہی کو قائم کیا۔ وہ ایک بے نظیر طرز تھا۔ عیسائی لوگ حضرت مسیح کی پوجا کرنے لگ گئے تھے۔ آپ نے اس کی کمال تردید کی۔ اور بتلایا۔ کہ خدا جیسا کوئی نہیں۔ آپ نے مورتی پوجا کا بھی پورے طور پر کھنڈن کیا۔ گو مجھے مذہباً اس سے اختلاف ہے ۔ مگر چونکہ ان کی اصل غرض شرک کو مٹا کر توحید کو قائم کرنا تھا۔ اس لئے میں اس کو بھی اچھا ہی سمجھتا ہوں۔ پھر اسلام میں جو اخوت اور بھائی چارا قائم کیا گیا ہے ۔ وہ بھی ایک بے نظیر ہے ۔ جو دوسرے مذاہب میں نہیں پایا جاتا "

معزز صدر کی تقریر کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہو گئی ان پانچ نمایندوں کے علاوہ اور کسی مذہب کا نمایندہ نہ پہنچا :

۱۸ مارچ کی کارروائی

ساڑھے نو بجے لالہ دنی چند جی آف راولپنڈی نے تقریر کی۔ جس میں انھوں نے بتلایا۔ کہ صحبت صالحین کا اثر روح پر بہت گہرا ہوتا ہے ۔ اگر ہماری بد قسمتی ہے ۔ کہ ستیارتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا وغیرہ بھی نہیں پڑھتے ۔ اب بتاؤ آتما کا کلیان کیسے ہو؟

ان کے بعد پنڈت دھرندر ناتھ صاحب شاستری نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے کہا :۔

" جب تک ہمیں یقین نہ ہو کہ ہمارے پریم کا جواب ہے ۔ تب تک ہم پریم (محبت) نہیں کر سکتے ۔ انسان کی کامل محبت کے بالمقابل بھگوان کا ظہور اسے نظر آتا ہے "

" میرے دل کو چوٹ لگتی ہے کہ ہم ویدوں کے ماننے والے ہیں ۔ مگر اس کی زبان سے ناآشنا ہیں "

پھر پنڈت ستیہ برت جی نے ورنوں کو اڑا دینے کی تحریک میں تقریر کی اور کہا "سماج کی رچنا کے اندر اتیاچار چھپے ہوئے ہیں۔ ان کو دور کرنا چاہیئے۔ شمالی ہند میں جو ہندو مسلمان کا جھگڑا ہے۔ بعینہٖ وہی جنوبی ہند (دکن) میں برہمنوں اور غیر برہمنوں میں ہے۔ وہاں پر غیر برہمن برہمنوں کو اچھوت قرار دینے لگ گئے ہیں۔ اور ستیہ شودھک سماج کے پلیٹ فارم سے بہت سی گالیاں برہمنوں کو دی جاتی ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ویدوں کو نہ پڑھیں گے۔ کیونکہ ان کو برہمن پڑھتے ہیں۔ جنہوں نے ہم پر اتیاچار کیا ہے۔ اب ایک اور آواز اٹھے گی۔ کہ ورن بیوستھا سے بھارت ورش کا ناش ہو گیا ہے۔ پنجاب اس ورنوں کے قضیہ سے تنگ آ گیا ہے۔ اسلئے وہاں جات پات توڑک منڈل بن گئے۔ مہاراشٹر بھی اس سے تنگ ہے۔ اسلئے اب کم از کم سو سال تک ورنوں کو بھول جانا چاہیئے۔"

شدھی کانفرنس

زیر صدارت نارائن سوامی جی شروع ہوئی۔ آپ نے افتتاحی تقریر میں کہا۔ چونکہ کچھ لوگ ابھی تک شدھی کے جواز کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اس فیصلہ کی ضرورت ہے۔ کہ شدھی ہمارا حق ہے۔ پھر کہا شردھانند جی کا بلیدان۔ لیکھرام جی کے بلیدان سے بہت اونچے درجہ کا ہے۔ اور اسوقت لاکھوں کو شدھ کر لیا گیا تھا۔ اب تو چاہیئے۔ کہ کروڑوں تک شدھیوں کا سلسلہ پہنچ جائے۔ اس کے بعد بھارتیہ شدھی سبھا کے سیکرٹری نے دو ریزولیوشن پیش کئے۔ (۱) شدھی کرنا ہمارا حق ہے۔ ہم ہر ایک کو شدھ کریں گے (۲) شردھانند جی کے مشن (شدھی) کی ہر طرح امداد کرینگے۔ اور ایک لمبی تقریر کی جس میں کہا "ہم نے اچھے اچھے موقع ضائع کر دئے ہیں۔ اکبر بادشاہ شدھ ہونا چاہتا تھا۔ مگر بیربل کی بیوقوفی کہ اس نے کہہ دیا۔ ہمارے مذہب میں کوئی شدھ ہو کر نہیں مل سکتا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ مان سنگھ جیسے نے اپنی لڑکیاں اور بہنیں مسلمانوں کو دیں۔ اگر اکبر کو شدھ کر لیا جاتا۔ تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔" دوران تقریر میں یہ بھی بتایا۔ کہ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا نے ۱۳ فروری ۱۹۲۳ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء تک ۵۶۹ گاؤں کے ملکانوں کو شدھ کیا ہے"

اس کے بعد پنڈت لوک ناتھ ملتانی نے تقریر کی اور کہا "آج طاقت کا زمانہ ہے جسکی طاقت ہے۔ اسی کا زمانہ ہے۔ اگر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں طاقت ہے۔ کہ پرانے برہمن کو مسلمان بنالے۔ اور گائیتری منتر میں شدھ کرنے کی شکتی نہیں۔ تو ہمیں گائیتری منتر کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ کروڑوں مسلمانوں کو بٹھا دو۔ اور کہہ دو۔ کہ میز پر سے جس کے کان میں سنکھ کی آواز آجاوے۔ وہ شدھ ہے۔ تب تم کامیاب ہو گے۔ گائے کو اگر بچانا چاہتے ہو۔ تو شدھی کرو۔ عقلمند کاشتکار جھاڑی کی ہمیشہ کے لئے جڑیں کاٹ دیا کرتے ہیں۔" بعد ازاں دلیش بندھو نے نہایت اشتعال انگیز تقریر کی جس میں کہا۔ سوامی شردھانند کی مرتیو نے جو چیلنج اسلام نے آریہ جنتا کے سامنے رکھا ہے۔ اسے قبول کر کے بتا دو۔ کہ اگر اسلام کے پاس سات کروڑ مبلغ ہیں۔ تو آریہ جنتا کے پاس بھی ۲۲ کروڑ کارکن ہیں۔ تمام مسلمانوں کو شدھ کر لو۔ اس کے بغیر تم سوامی شردھانند کے خون کو اتار نہیں سکتے۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک اپنے آپ کو داعی اسلام سمجھتا ہے۔ گورنمنٹ کے افسر بھی اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ غیر مسلموں کو مسلم بنایا جائے۔ مگر تم میں یہ بات نہیں۔ اسی لئے تم گر رہے ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ صرف دہلی کی جامع مسجد میں کئی ہزار غیر مسلموں کو مسلمان بنایا جاتا ہے۔ اب چاہیئے۔ کہ شدھی سبھا کی شاخیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائیں۔

اس کے بعد ایک اور پنڈت صاحب اٹھے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ دھرم کا پرچار بغیر رواداری اور تحمل کے ناممکن ہے۔ اور وہ آریہ سماج میں مفقود ہے۔ عیسائیوں کی ترقی کا راز یہی ہے۔ پس چاہیئے کہ بردباری پیدا کی جائے۔ پھر پنڈت شنکر ناتھ جی آف بنگال نے تقریر کی اور کہا۔ شدھی کے نام سے ہی ہم آریہ سماج کا بھی پرچار کر سکتے ہیں۔ ہمیں ساری طاقت شدھی پر لگا دینی چاہیئے۔

لالہ گیان چند دہلوی نے کہا۔ جو ملیچھ بھاشا بولتے ہیں۔ وہ ودیشی ہیں۔ اسلام دھرم جنم سے ہی پولیٹیکل دھرم رہا ہے۔ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی۔ اور دوسرے میں قرآن۔ مگر رشی دیانند "لنگوٹ بند" تھے۔ انہوں نے شدھی کو آرمبھ کیا۔ رشی کی اس بات میں ہتک ہے۔ کہ کہا جائے کہ انہوں نے مسلمانوں کی نقل کی ہے۔ ہمیں ویدک دھرم کو زندہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن اگر شدھی نہ کی جائیگی۔ تو ویدک دھرم کا خاتمہ ہے۔

بعد ازیں شانتی سروپ مرتد کی اشتعال انگیز تقریر ہوئی۔ اس نے کہا۔ ادھر بھی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سات کروڑ مسلمان اور ایک کروڑ کے قریب عیسائی بنائے۔ یہ سات کروڑ ڈاکو ہیں۔ اگر امن چاہتے ہو۔ تو ان کو شدھ کر لو۔

ڈاکٹر مونجے کی تقریر

آپ لوگ اگر باوقار اور رعب والی نظر سے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو دل کو وسیع کرنا پڑیگا۔ تاکہ آپ سات کروڑ اچھوتوں کو ہضم کر سکیں۔ ملکانوں کے مسلمان بنائے جانے پر میں اپنے شنکر آچاریہ کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ ویدک دھرم میں اس کے مقابل میں کیا دستور العمل ہے۔ اس نے کہا۔ کہ آج تک تو ہندو دھرم میں کسی کو شامل نہیں کیا جاتا رہا۔ اگر کوئی ثبوت مل جائے۔ تو فتویٰ دے دوں گا۔ غیروں کو شدھ کرنے کے لئے آپ کو مسلمانوں کو گرو بنانا چاہیئے۔ کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے شدھی شروع کی۔ مسلمانوں نے اپنے بدن میں لوگینا (طاقت) پیدا کی اور آج کروڑوں مسلمان بن گئے۔ حالانکہ چھ سو برس پیشتر سندھ میں کوئی مسلمان نہ تھا۔ بلکہ نو سو برس پہلے کابل قندھار کے لوگ بھی سناتنی تھے۔ "یورپ بنگال دن بدن مسلمان ہو رہا ہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ اور تم نے اس تحریک کا مقابلہ نہ کیا۔ تو پچاس سال میں صرف نام ہندوستان یا ویدک دھرم رہ جائے گا۔ مسلمانوں نے ایک قاعدہ قتل مرتد کا بنا رکھا ہے۔ جس کے ذریعہ سے اسلام بڑھتا رہتا ہے۔ مگر کم نہیں ہوتا۔ گو ہم اس قاعدہ کو برا سمجھیں۔ مگر اس قاعدہ کے بنا کے بغیر ہم محفوظ نہیں۔ جب تم اس پر عمل میں لانے کیلئے طیار ہو گے۔ تب ہی شدھی کا کام چلے گا۔"

۱۹ مارچ کی مختصر رپورٹ

اس دن گورو کل کی کانووکیشن (جلسہ تقسیم اسناد) تھی۔ قریباً ۸ بجے زیر صدارت مہاتما گاندھی پاس ہونیوالے طلبہ کو پروفیسر رامدیو جی نے سندیں دیتے ہوئے ان کو آئندہ زندگی کیلئے ہدایات دیں۔ اور ان سے ویدک دھرم پر پختہ رہنے اور جاتی کی خدمت کرنے کی حلف لی۔ اور پنڈت مدن موہن مالوی جی نے بھی تقریر کی۔ ان کے بعد مہاتما گاندھی جی نے تقریر کی۔ ان کا گلا پڑ جانے کے باعث ان کی پوری تقریر سنی نہ گئی۔ انہوں نے بھی طلبہ کو بعض امور کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر کہا۔ گو شردھانند مر گیا۔ مگر دراصل اس موت نے اسکو امر (نہ مرنیوالا) بنا دیا۔ ہندو جاتی کا فرض ہے۔ کہ ہر رنگ میں شردھانند کے مشن (شدھی) کی سہایتا (مدد) کرے۔ قریباً گیارہ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔ بعد دوپہر چندہ کیلئے اپیل کی گئی۔ مہاتما گاندھی نے بھی چندہ جمع کرنے کیلئے زبردست تقریر کی جس میں بتایا۔ شردھانند جی کے انتقام کا صحیح طریق یہی ہے۔ کہ اچھوتوں کو شدھ کر لیا جائے۔ چندہ کی تعداد قریباً دو لاکھ بتائی جاتی تھی۔

انتظام کے متعلق

اتنے بڑے مجمع کو کنٹرول کرنا واقعی ایک مشکل کام ہے۔ مگر جہاں تک میں نے دیکھا انتظام بہت اچھے طور پر کیا گیا تھا۔ ہر چیز بآسانی میسر آ سکتی تھی۔ گو حالات کے لحاظ سے قیمت زیادہ ادا کرنی پڑتی تھی۔ لوگوں کی رہائش کیلئے خیموں اور جھونپڑیوں کا انتظام تھا۔ بعض جگہوں کے ماتحت یہ نقص ضرور تھا۔ کہ سواریوں کا معقول انتظام نہیں تھا۔

شکریہ

ہمارے سید و مولا سرور دو جہاں کی تعلیم ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو لوگوں کا شکریہ نہیں ادا کرتا۔ وہ خدا کا بھی شکر نہیں کر سکتا۔ اسلئے میں گورو کل کے منتظمین کا مشکور ہوں۔ کہ وہ میرے ساتھ بہت اچھے طریق سے پیش آئے۔ مہاودیالیہ کے بالاخانہ میں مجھے ٹھیرایا گیا۔ اور ہر سہولت میرے لئے مہیا کی گئی۔ گو میں اپنے سیاسی اصول اور چھوت چھات کے ماتحت ان کا کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔ اور بعض پھلوں پر گذارہ کرنا پڑا۔ مگر ان کا [illegible] ضرور قابل داد تھا۔

مجموعی اثر

اگرچہ مجمع روحانی اثر سے خالی ہی تھی۔ کہ یہ تمام جوش و جذبہ والی حالت ہے۔ اور عنقریب یہ غبار بیٹھ جانے والا ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ظاہری سامانوں کے لحاظ سے اس نظارہ کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا تھا۔ ۵۰ ہزار [illegible] مسلمانوں کی خصلت ورالیس کی خانہ جنگی پیدا ہو گئی تھا۔ غیر قومیں مسلمانوں کو اپنا گرو بنا رہی ہیں۔ اسکو بھی خود دیکھ چکے ہیں۔

اے محمدی قوم

ان حالات کو دیکھو اور غور کرو۔ کہ آج جو خدا کے پاک مسیح کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور جس کا فرض ہے۔ کہ اسلام کو تمام عالم میں غالب دکھائے۔ کتنی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

خاکسار خادم اللہ دتا جالندھری۔ قادیان۔

وصیتیں

وصیت نمبر ۲۵۱۳ - میں محمد خاں ولد میراں بخش ساکن بیہ پائی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد صرف پانچ مرلہ اراضی سکنی واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان میں ہے۔ میری ماہوار آمد ۳۵ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرے متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی جائداد یا نقد قیمت حصہ جائداد کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر جاؤں تو وہ حصہ موعودہ ترکہ سے منہا کیا جاوے۔ فقط ۲۶/۱۲/۲۴ بمقام قادیان نوشتہ۔ العبد محمد خاں مدرس بیٹ ہائی۔ گواہ شد رمضان علی ساکن بیٹ ہائی وارد قادیان۔ گواہ شد برکت علی خاں ہیڈ کلرک دفتر بیت المال قادیان۔

وصیت نمبر ۲۵۳۹ : میں ڈاکٹر رحیم بخش ولد بابو صالح محمد صاحب چوہدری سیشن مکان ..... شہر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان واقعہ ..... قیمتی آٹھ ہزار روپیہ اور ایک مکان قیمتی آٹھ سو روپیہ اور ایک کنال زمین واقعہ قادیان قیمتی چار صد روپیہ ہے۔ میرا گزارہ آمد پر ہے جو کہ اسوقت ماہوار ... روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی آمدنی کا ۱/۹ حصہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور بوقت وفات میری متروکہ جائداد کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۶ء نوشتہ بمقام قادیان۔ ڈاکٹر رحیم بخش احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ہورل ڈسپنسری گڑھ مہاراجہ۔ گواہ شد غلام حسین احمدی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کرنال ساکن جھنگ حال وارد قادیان۔ گواہ شد رمضان علی جھنگ حال وارد قادیان۔

وصیت نمبر ۲۵۰۶ : میں غلام مصطفیٰ ولد مولوی محمد دین ساکن ..... کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت بعہدہ سب اسسٹنٹ سرجن تنخواہ مبلغ ۱۰۰/- روپیہ ماہوار کا ملازم ہوں پس میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہر مہینہ بحق الصدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ فی الحال میں ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء سے ملازم ہوا ہوں اور میرے والد صاحب اسوقت تک زندہ ہیں۔ اور جائداد غیر منقولہ اراضی زرعی و سکنی اور غیر منقولہ بھی انہیں کے نام پر ہے۔ اور نام ابھی انہوں نے اپنے ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے اسلئے میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ البتہ آئندہ جو جائداد پیدا کرونگا یا جو جائداد مجھے ورثہ میں ملیگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ بموجب وصیت ہذا مستحق ہوگی۔ خاکسار غلام مصطفیٰ احمدی سب اسسٹنٹ سرجن موصی۔ گواہ شد خاکسار سعد الدین احمدی سیکنڈ ماسٹر دولت نگر ضلع گجرات۔ گواہ شد محمد الدین والد موصی بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۵۱۸ : میں عبداللہ عرف عبدالرحمن ولد گلاب کشمیری ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے (۱) ایک مکان پختہ و خام نشین والا متصل مکان عبدالرحمن چوہدری بیگہ برد در حلقہ ٹھاکر ..... قیمتی قریباً ڈیڑھ ہزار (۲) زمین بھرتی ڈھاب متصل مکان مستری دین محمد جو کہ تخمیناً ۱۵ مرلہ ہے میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو بصورت تجارت ہے جسکی ماہوار آمد اوسطاً اندازاً تیس روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا

اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کچھ روپیہ یا جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ اسکا میرے ورثاء کو فرض ہوگا۔ کہ میری وفات پر میری اس وصیت کو پورا کریں۔ فقط کاتب الحروف عبدالرحمن مدرس مدرسہ احمدیہ ۲/۳/۲۶ - العبد عبداللہ عرف عبدالرحمن موصی۔ گواہ شد عبدالحمید ولد عبداللہ موصی۔ گواہ شد غلام محمد درزی قادیان بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۴۵۸ : میں سید فخر الاسلام ولد سید احمد علی شاہ ساکن ..... ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان پختہ دو منزلہ ایک مکان خام کچھ حصہ تعمیر شدہ اور کچھ زمین واقعہ قصبہ ..... سب کی قیمت ۶۳۰۰ روپیہ (چھ ہزار تین سو روپیہ) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ۹۲ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کچھ روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔ ۲۶-۸-۵ - سید فخر الاسلام احمدی بقلم خود۔ گواہ شد راجہ علی محمد صاحب افسر تحصیل ..... بقلم خود۔ گواہ شد سید شاہ صاحب ..... ڈپٹی مجسٹریٹ ..... بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۴۶۰ : میں کرم الدین ولد احمد اعوان ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر دوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) اراضی زرعی رقبہ ۲۶ بیگہ مستقل دفعہ پانچ کے حقوق۔ جسکی مالیت موجودہ تخمیناً تین ہزار دو سو روپیہ ہے۔ (۲) ایک منزل مکان خام واقعہ محلہ ..... جسکی تہ زمین ۱۲ مرلہ اور مالیت موجودہ تقریباً پندرہ سو روپیہ ہے۔ کاتب بندہ زمان شاہ ..... بقلم خود۔ العبد کرم الدین ولد احمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد راجہ علی محمد صاحب تحصیلدار چکوال۔ علی محمد بقلم خود۔ گواہ شد سید فخر الدین صاحب اوورسیر چکوال۔ سید فخر الدین بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۱۴۴ : میں زبیدہ خاتون بنت عبدالرحیم خان پٹھان ساکن لاہور تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کل جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کا ساتواں حصہ اغراض اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ دارالامان کو دیا جائے۔ میری جائداد سر دست ایک پختہ مکان ورثہ عالدین مالیتی اندازاً آٹھ ہزار روپیہ محلہ کھاریاں متصل شوالہ تیجا سنگھ شہر سیالکوٹ مشترکہ ہمشیرہ حقیقی خود رقیہ خاتون اہلیہ محمد اسحٰق صاحب۔ (۲) مہر دو ہزار روپیہ جس میں سے بصورت زیور منقش تخمیناً ڈیڑھ ہزار ادا۔ (۳) کل زیور ایک ہزار روپیہ باقی میری تمام جائداد کو بعد منہائی کسی دیگر وصیت کے جو میں کروں احکام شریعت کے مطابق میرے پسماندگان میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر تقسیم ترکہ میں کسی کا تنازعہ پیدا ہو۔ تو اسکا فیصلہ امیر المومنین وقت یعنی خلیفۃ المسیح والمہدی قادیان سے کرایا جائے۔ اور اس فیصلہ کو قطعی سمجھا جائے۔ اگر میں اپنی جائداد وصیت کردہ کی قیمت کوئی اپنی زندگی میں ادا کرنے کی غرض سے کوئی رقم اپنی حین حیات میں مقبرہ بہشتی کی مد میں ادا کروں تو ایسی رقوم کو میرے ترکہ کے ساتویں حصہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ العبد زبیدہ خاتون اہلیہ خان محمد نواز سوداگر سیونگ مشین لاہور میکلوڈ روڈ ۳۴ بلڈنگ ..... گواہ شد شیخ احمد اللہ احمدی امیر جماعت احمدیہ چھاؤنی نوشہرہ۔ گواہ شد محمد نواز خان خاوند موصیہ لاہور قلعہ گوجر سنگھ حال قادیان ۳۰/۳/۲۶

وصیت نمبر ۱۹۶۰ : میں محمد ظہور ولد رحیم بخش افغان ساکن پٹیالہ تحصیل و ضلع پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد قریباً تیس روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۶ء۔ کاتب الحروف عبدالواحد۔ العبد خاکسار محمد ظہور پٹیالہ۔ گواہ شد بقلم خود غلام بخش سکنہ پٹیالہ حال قادیان۔ گواہ شد عبدالواحد ولد خان ملازم نور محمد۔

(نوٹ: یہ وصیت بمقام قادیان لکھی گئی)

معاونین جرائد سلسلہ

الفضل سلسلہ احمدیہ کا ارگن ہے۔ ہر احمدی کی غذائے روحانی ہے۔ اسکی طرف توجہ کم ہو رہی ہے۔ احباب اس کی توسیع اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔

مصباح۔ جماعت احمدیہ کی خواتین کا اخبار ہے۔ ابھی تک اتنی تعداد بھی نہیں ہوئی۔ جو اپنا خرچ نکال سکے۔ کیا ہماری جماعت کی مستورات ایک اخبار بھی نہیں چلا سکتیں۔ مرد تو کئی اخبار چلا رہے ہیں۔

الفضل :- بابو عبدالحق صاحب ایبٹ آباد۔ ایک خریدار۔ جناب نصیر احمد خاں صاحب کلیانہ۔ دو۔ چوہدری محمد سلطان صاحب ..... ایک۔ چوہدری اللہ دتا صاحب نانوانہ۔ ایک۔ بابو غلام احمد صاحب ایک۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب سیالمانہ ایک۔

مصباح :- میاں عبدالرحمن صاحب واہ ..... ایک خریدار۔ سید شجاعت حسین صاحب نمازیپور۔ ایک۔ جناب والدہ صلاح الدین قادیان۔ ایک۔ محترمہ استانی میمونہ صاحبہ ایک۔ اہلیہ صاحبہ مستری الہ بخش صاحب ۳ خریدار۔ مرزا عبدالحمید صاحب کلرک ایک۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب تین خریدار۔ بابو شاہ عالم صاحب جہلم ایک۔ بابو محمود عالم صاحب نوشہرہ ایک۔ چوہدری غلام رسول صاحب چک شمالی ایک۔ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ امرتسر۔ دو خریدار۔

ناظم طبع و اشاعت قادیان۔

برکات رمضان سے فائدہ اٹھاؤ

رمضان کا مہینہ کئی وجوہات سے ایک نہایت مبارک مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں سے خصوصاً آخری عشرہ کے دن بہت برکت والے دن سمجھے گئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ ان مبارک ایام سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور صدقہ وخیرات اور ذکر الٰہی اور اصلاح نفس کی طرف ایسے شوق وذوق کے ساتھ متوجہ ہوں۔ کہ ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہو جائے۔ اگر رمضان کا مہینہ آئے۔ اور بغیر ہمارے اندر کوئی انقلاب پیدا کرنے کے گذر جائے اور ہم جیسا کہ اس مبارک مہینہ سے قبل تھے۔ ویسے ہی بعد میں ہیں تو ہم سے بڑھ کر زیادہ خسارہ میں اور کون ہوگا۔ پس دعاؤں سے اور مجاہدہ سے اپنے قدم کو سرعت کے ساتھ آگے بڑھانا چاہیئے۔ اور خدا کے ان فضلوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہیئے۔ جو ان ایام میں اس کے بندوں کے بہت ہی قریب ہو جاتے ہیں۔ اس دفعہ خدا کے فضل سے رمضان کی ستائیس تاریخ کو جمعہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب رمضان کی ستائیس تاریخ اور جمعہ جمع ہو جائیں۔ تو وہ وقت بہت ہی مبارک ہوتا ہے۔ پس ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ باتیں منتر جنتر کے طور پر نہیں ہیں۔ کہ انسان خواہ اپنے اعمال اور خیالات میں کیسا ہی رہے۔ کوئی خاص گھڑی اسے کامیاب کر سکتی ہے۔ بعض وقتوں میں بیشک خاص برکات کا نزول ہوتا ہے۔ لیکن ان برکات سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جو اپنے اندر تغیر پیدا کر کے اپنے آپ کو ان فضلوں کا اہل بناتا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ کہ بارش اللہ تعالیٰ کا ایک خاص مادی فضل ہے۔ لیکن جس زمین میں تخم گندہ ہوتا ہے اسکی روئیدگی بھی بارش کے بعد گندی ہی ہوتی ہے۔ پس اپنے نفسوں کا محاسبہ کر کے دعا اور ذکر الٰہی مجاہدہ اور صدقہ وخیرات سے اپنے اندر ایک تغیر پیدا کرو۔ اور پھر یہ مبارک گھڑیاں سونے پر سہاگہ کا کام دینگی۔ اور احباب کو چاہیئے کہ ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ سلسلہ کی ترقی اور جماعت کی اصلاح کے لئے دعائیں کریں۔ اور ہر دعا کو حمد باری اور آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع کریں۔ اور اپنی دعاؤں میں ایک زندگی پیدا کریں۔ تاکہ وہ قبولیت کے مقام کو پہنچ سکیں۔ اور میں اسلام اور احمدیت کی مقدس اخوت کو یاد دلاتے ہوئے یہ بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ جن دو احمدیوں کے دلوں میں باہمی کدورت ہو۔ یا جس جماعت کے افراد میں کوئی جھگڑا یا تنازعہ رونما ہو۔ وہ ان مبارک دنوں میں اپنے سینوں اور دلوں کو ایک دوسرے کی طرف سے صاف کر لیں۔ اور صلح جوئی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر سرعت کے ساتھ قدم اٹھائیں تاکہ پیشتر اس کے کہ خدا کے یہ مقدس دن ختم ہو کر عید کا چاند ہم پر طلوع ہو۔ ہمارے سینے ہر قسم کی کدورتوں سے صاف ہو کر ایک دوسرے کی محبت سے معمور ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح آسمان پر سے ہمیں دیکھ کر سرور حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمیں اپنی رضا کے رستوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ؕ

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم وتربیت۔ قادیان

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے کی درخواست دعا

مولانا عبدالرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے مبلغ لنڈن نے ایک عریضہ کے ذریعہ احباب سے دعا کی درخواست کی ہے۔ امید ہے۔ احباب اس مجاہد دین کے لئے خاص طور پر دعا کریں گے مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

رمضان شریف کا مبارک مہینہ ہے۔ اور یہ خاکسار ہزاروں میل کے فاصلے پر بحر ظلمات اور مرکز کفر میں محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام روشن کرنے کے لئے مامور ہے۔ جو کام میرے سپرد ہے۔ وہ نہایت ہی نازک اور اہم ہے۔ اور میں ہر طرح کی کمزوریوں میں گرفتار اور سرتاپا گنہگار ہوں۔ اسلئے نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ رمضان شریف کی خاص دعاؤں میں احباب اس خاکسار اور خاکسار کے اہل وعیال ومتعلقین کو یاد رکھیں۔ اور یہ دعا ضرور فرماویں۔ کہ یہاں بہت جلد ایک مخلص احمدی جماعت مضبوط طور پر قائم ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام ؕ خاکسار درد۔

ایک اور درخواست دعا

میاں مظفر الدین صاحب خلف میاں تاج الدین صاحب مرحوم لاہور کے اس وقت تین مقدمات عدالتہائے دیوانی میں دائر ہیں۔ ان میں سے ایک مقدمہ جو کہ نہایت اہم اور جس کی اپیل اول ہائیکورٹ میں دائر ہے۔ دوسرے مقدمہ پر گہرا اثر رکھتا ہے۔ اس کا فیصلہ ۱۲ اپریل کو سنایا جائیگا۔ میاں صاحب موصوف ان مقدمات میں کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب ضرور رمضان المبارک کی دعاؤں میں ان کے لئے دعا کریں۔ نیز اپنے ہمشیرزادہ محمد سعید کی صحت کے لئے بھی درخواست دعا کرتے [illegible]

اظہار شکریہ وامتنان

میری عزیزہ بچی حبیب بیگم کے انتقال پر بہت سے احباب کرام کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ میں انفرادی طور پر سب دوستوں کو جلد جواب دینے سے قاصر ہوں اسلئے ان تمام احباب کا جنہوں نے میرے اس صدمہ پر ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے حق میں جزاہم اللہ احسن الجزاء کی دعا کرتا ہوں۔ اس عام ہمدردی نے ہمارے زخمی دلوں پر مرہم کا کام دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے حزن کو کم کیا ہے۔

نیز میں ان تمام بزرگوں اور احباب کا شکرگذار ہوں۔ جنہوں نے میری درخواست پر توجہ فرما کر عزیزہ کی صحت یابی کے لئے دعائیں فرمائیں۔ خصوصاً حضرت امام ایدہ اللہ بنصرہ۔ اور حضور کی تمام اہل بیت نے نیز حضرت ام المؤمنین اور اہل بیت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے جس شفقت اور محبت کے ساتھ عزیزہ مرحومہ کی بار بار عیادت فرمائی۔ اور اس کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے میں الفاظ نہیں پاتا۔ جہاں خود عزیزہ مرحومہ کے لئے اس قدر شفقت کا اظہار نہایت ہی اطمینان اور تسکین کا موجب تھا۔ وہاں خاکسار کے لئے موجب فخر وامتنان بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام محسنین پر اپنے خاص افضال وانعامات کی بارشیں نازل فرماوے۔

خاکسار فرزند علی عفی اللہ عنہ۔ ہیڈ اسسٹنٹ قلعہ میگزین راولپنڈی

فاروقیان ہند

ہم نے ارادہ کیا ہے۔ کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رض اعظم علیہ السلام کی اولاد کے انساب اور ہر خاندان کے مشہور افراد کے مختصر تاریخی حالات اور خدمات اسلام اور دوسرے مفید کام یکجا جمع کریں۔ پس خاندان فاروقیہ کے ہر ایک تعلیم یافتہ سے درخواست ہے۔ وہ ہمارا ہاتھ بٹانے کی غرض سے اپنے خاندان کا شجرہ نسب پوری تصحیح کے ساتھ اور اپنے خاندان میں قابل قدر بزرگوں کے مختصر حالات اگر ہو سکے تو بقید سنین ہمارے نام ارسال فرما دے تاکہ مناسب موقعوں پر درج کر دئے جاویں۔ جس وقت کتاب تیار ہو جائے ہر ایک خواہشمند سے صرف لاگت وصول کر کے ایک جلد کتاب دی جاویگی۔ یا جسقدر مطلوب ہوں۔ نیز ایسی کتب کے ناموں اور ملنے کے پتوں سے مطلع فرماویں۔ جن سے ہم اس امر میں امداد لے سکیں۔ خاکسار محمد یوسف۔

(اشتہارات)

عید کی خوشی پر خاص رعایت

بے نظیر مترجم حمائل شریف

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فاضل گرامی مفسر قرآن حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کی ترجمہ شدہ بمعہ ضروری حواشی و سوالات نئی تقطیع بہت موزوں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور پاکیزہ بہترین کاغذ زرد اور سفید اصل قیمت مع جلد چار روپیہ رعایتی تین روپیہ۔ بلا جلد ساڑھے تین روپیہ رعایتی دو روپے دس آنہ۔

معرا حمائل شریف لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ زرد رنگ کا بہت ہی نفیس اور سفید مجلد دو روپے رعایتی ڈیڑھ روپیہ۔ بلا جلد ڈیڑھ روپیہ رعایتی عہ

اکٹھی دس جلدوں کے خریدار کو ایک حمائل شریف مفت نذر کی جاوے گی اکٹھا مال خریدنے والے بذریعہ خط و کتابت نرخ طے کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مندرجہ بالا رعایت عید کے دن شام تک ہی۔ ڈاکخانہ کی مہر دیکھی جاوے گی ؛

المشتہر

محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ جلد ساز ان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

آنکھوں کی حفاظت کرو

جس طرح ہماری ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کیلئے تریاق ثابت ہو رہی ہے ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ بھی ضعف بصر، ککرے خارش چشم جلن، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، کوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ ؛

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے آپکا سرمہ چند مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب اپنے لئے ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں ؛

تندرستی کی قدر کرو

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ، زکام، کھانسی، پٹھوں کی مضبوطی، صالح خون کے پیدا کرنے ہاضمہ کو قوی بنانے جسم کو چست، دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر ثابت ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ ؛

تازہ شہادت:- جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور شہر سے لکھتے ہیں کہ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا بیحد مفید پایا اسکا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جنکو آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے لہٰذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیج دیں ؛

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

حب مسکا نام محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ امراض خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۱۰ تولہ خرچ ہوتی ہیں جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائے گا۔

المشتہر

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد ظہیر صاحب بی اے ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بہادر بٹالہ

حاجی کرم الٰہی ولد علی گوہر قوم لوہار ساکن بٹالہ۔ مدعی۔

بنام

چراغ علی شاہ ولد نامعلوم قوم سید ہمدانی سکنہ بٹالہ حال وارد فیروزپور شہر سوداگر باجہ ہارمونیم۔ فتح محمد ولد چراغ الدین قوم معمار۔ ہاشم ولد کریم بخش قوم ترکھان سکنائے بٹالہ مدعا علیہم

مقدمہ مذکورہ بالا میں مدعا علیہ ۱ چراغ علی شاہ پر معمولی طریق سے تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۹ اپریل ۲۷ء بوقت دس بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کریگا۔ تو اسکے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی رقم ۲۲ مارچ ۲۷ء ؛

مہر عدالت

دستخط حاکم

الفضل سلسلہ کا آرگن ہے۔ اشتہار دینے والوں کیلئے بہترین موقعہ ہے ؛

قادیان میں اراضی و مکانات کے خواہشمند توجہ فرماویں

اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد قابل فروخت ہے خواہشمند بہت جلد بتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔ جائیداد کا موقع دیکھنے کے لئے خود یا کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے تسلی کرلیں۔

(۱) ایک قطعہ زمین برلب سڑک عمدہ موقعہ شہر کے قریب دو کنال قیمت بحساب ... روپیہ فی مرلہ۔ (۲) ایک قطعہ زمین برلب سڑک چار کنال مابین مکان حضرت نانا صاحب و بورڈنگ ہائی سکول قیمت ... روپیہ فی مرلہ۔ (۳) تین دوکانات نئی بنی ہوئی قیمت فی دوکان ڈیڑھ ہزار روپیہ۔ (۴) ایک مکان جسکا کرایہ سو روپیہ سالانہ ہے۔ اور تین سال کے لئے کرایہ پر چڑھا ہوا ہے۔ ایک ہزار روپیہ رہن میں مل سکتا ہے۔ خط و کتابت بنام

ن معرفت امور عامہ قادیان۔

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہرین ہیں۔ نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

آلات زراعت و دیگر مشینری

ہمارے شہرہ آفاق کماد پیڑنے کے بیلنے جات اور چارہ کترنے کی مشین آہنی رہٹ (ہلٹ) انگریزی ہل خراس (بیل چکیاں) چاول رسویاں سادام روغن نکالنے کی مشین منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے ؛

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)